سُلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کا
نعتیہ کلام
جَبلِ نُور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کا نعتیہ کلام

جس میں

سلطان الواعظین کے والدِ گرامی حضرت فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام
سلطان الواعظین کے فرزند عطاء المصطفیٰ جمیل کی چند نعتیں اور
اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے چند نعتیہ اشعار
کی تشریح بھی شامل ہے

ناشر

فرید بک سٹال

اردو بازار ——— لاہور

نام کتاب: ——— جبلِ نور

مصنف: ——— سلطان الواعظین ابوالنور محمد بشیر

صفحات: ——— ۳۰۴

کتابت: ——— دارالکتابت حضرت کیلیانوالہ (گوجرانوالہ)

ایڈیشن: ——— باراوّل فروری سنہ ۱۹۹۶ء

قیمت: ——— ۶۹/- روپے

ناشر: ——— فرید بک سٹال اُردو بازار، لاہور

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

پہلی نظر

آجکل بعض گستاخ نعت گوئی و نعت خوانی کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ــــ شاید وہ نہیں جانتے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ میں جملہ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ بھی حضور کی نعت ہے۔ کلمۂ طیّبہ میں کیا ہے؛ یہی نا؛ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ آپ کے وصفِ رسالت کا ذکر ہے۔ اور ہماری نعتوں میں کیا ہوتا ہے؛ یہی تو کہ حضور کا ذکر کرکے آپ کے اوصاف و کمالات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر ہماری نعتیں بدعت ہیں تو پھر کلمہ پڑھنا بھی بدعت قرار دینا پڑے گا۔ اس لیے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ کہہ کر حضور کی نعت پڑھ دی گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ نعت میں ردیف و قافیہ کا وجود موجبِ بدعت ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ اوّل تو کلمۂ طیّبہ کے دونوں جملوں کو ہی دیکھ لیجئے۔ دونوں میں ردیف "اللّٰہ" ہے یونہی قرآن مجید کے اسلوب کلام کو بھی دیکھ لیجئے۔ بالعموم آیات ہم قافیہ الفاظ پر ختم ہوتی ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ میں تَضۡلِیۡل۔ اَبَابِیۡل۔ سِجِّیۡل۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ میں وَانۡحَرۡ اور اَبۡتَرُ۔ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں صَمَدُ اور یُوۡلَدۡ۔ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں "وَسۡوَاسِ" "خَنَّاس" اور سورۃ رحمٰن کو آخر تک پڑھیے تو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن کی مقدس تکرار کے ساتھ ساتھ ہمقافیہ الفاظ پر اختتامِ آیات فصاحت و بلاغت میں چار چاند لگا کر کیا ہی روحانی کیف و سرور پیدا کرتا ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ

معاذ اللہ قرآن میں اشعار ہیں۔ مجھے تو یہ بتانا ہے کہ ہمارے اشعار نعتیہ میں وجود قافیہ کوئی ناجائز بات نہیں۔ بلکہ اچھی ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے۔ کہ کسی بدنصیب کا نفسِ نعت ہی سے قافیہ تنگ ہوتا ہو۔ تو ایسے بدبخت کا تو کلمہ پڑھنا بھی بے کار ہے۔ ایسوں ہی کے لیے اعلیٰحضرت نے فرمایا ہے ؎

ذیابٌ فی ثیابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلامِ ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

ردیف وقافیہ کی پابندی کے ساتھ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتعریف کوئی نئی بات یا بدعت نہیں بلکہ ایسی نعت خوانی خود حضور کے سامنے ہوتی رہی اور حضور سنا کرتے اور اپنے نعت خواں کے لیے دُعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری نعت خواں حضرت حسّان رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے کفار کی ہجو کرتے اور نعت پڑھتے۔ اور حضور خوش ہو کر دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ   مشکوٰۃ شریف ص۴۱۰

اے اللہ حسان کی رُوح قدس سے مدد فرما۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ بردہ شریف جو مشہور ومعروف قصیدہ نعتیہ ہے۔ صاحبِ شرح قصیدہ بُردہ حضرت خرپوتی نے لکھا ہے کہ امام بوصیری کو فالج ہو گیا تھا کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا۔ آخر انہوں نے یہ قصیدہ نعتیہ لکھا۔ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے یہ قصیدہ نعتیہ خود امام بوصیری سے سنا اور پھر انعام میں چادر عطا فرمائی اور فالج سے شفا بھی۔ بردہ عربی زبان میں چادر کو کہتے ہیں۔ اس لیے اس قصیدہ کا نام قصیدہ بردہ شریف ہو گیا۔

اسی طرح بڑے بڑے اولیاء کرام حضور کی نعت خوانی میں رطب اللسان رہے اور ہیں۔ فاروق اعظم۔ امام اعظم۔ غوث اعظم۔ مولانا جامی۔ مولانا رومی۔ امام احمد رضا وغیرہم

رضی اللہ عنہم۔ ان سب بزرگوں نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔ اور ان کے قصائد نعتیہ مشہور ہیں۔ یہ تو مخلوق کی بات ہے۔ خود خالق کائنات نے قرآن میں حضور کی نعتیں بیان فرمائیں۔ کہیں فرمایا:

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔   (پ۲۲ رکوع ٦)

اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر وناظر خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا چراغ۔

کہیں فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ   (پ۱۷ ع ٧)

"اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر۔"

کہیں فرمایا:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا   (پ۲۲ ع ۳:)

"اے محبوب! بیشک ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"

کہیں فرمایا:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔   (پ۲۹ ع۱)

"بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔"

کہیں فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ   (پ۳۰ ع۱۹)

"ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔"

کہیں فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ (پ ۳۰ سورۂ کوثر)

"اے محبوب ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔"

الغرض قرآن پاک میں جابجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں خدا نے بیان فرمائی ہیں۔

الحمد للہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت لکھنے اور پڑھنے کی مجھے بھی توفیق بخشی اور میں نے اردو اور پنجابی زبان میں کچھ نعتیں لکھیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور کی نعت کے ساتھ ساتھ حضور کے دشمنوں کا رد بھی فرمایا۔ سورۂ کوثر میں فرمایا:

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۔

"تمہارا دشمن ابتر یعنی مقطوع النسل ہے۔"

حضور کے دشمن ابولہب کے متعلق فرمایا:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ۔

"تباہ ہو جاویں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا"

میں نے بھی حضور کی نعت میں بدعقیدہ افراد کا رد بھی لکھا ہے۔ میری یہ نعتیں ماہِ طیبہ اگر جاری رہتا تو اس میں شائع ہوتی رہتیں مگر ماہِ طیبہ بند ہو جانے کے بعد یہ نعتیں میں اپنی تقریروں میں پڑھتا اور سناتا رہا جن کو سُن کر سامعین بہت خوش ہوتے رہے۔ اکثر احباب کا بالخصوص میرے بیٹے عزیزی حکیم ضیاء[1] المصطفیٰ مالک روحانی شفاخانہ حاجی عبدالغفار خاں خیراتی مسافرخانہ کمرہ ۱۹ کانسی روڈ سبزی منڈی کوئٹہ کا اصرار تھا کہ یہ نعتیں شائع ہونی چاہئیں چنانچہ میں نے اپنی ان اردو اور پنجابی نعتوں کو جمع کر کے شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ عزیزی مولوی عطاء المصطفیٰ جمیل ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ جب انگلینڈ میں تھا۔

[1] عزیزی عطاء المصطفیٰ جمیل ایم اے کا چھوٹا بھائی۔

میں اپنی نعتیں لکھ کر اُسے انگلینڈ بھیجا کرتا تھا۔ عزیز موصوف ماشاء اللہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین ہے۔ اور شعر کہنے کا بھی ملکہ رکھتا ہے۔ میرے بعض اشعار میں اس کی اصلاح موجود ہے۔ مثلاً میں نے ایک نعت میں یہ شعر بھی لکھا۔

کوّے کی یخنی لایئے اس کو پلایئے — میلاد کی مٹھائی سے غش آگیا اسے

تو عطاء المصطفیٰ نے پہلے مصرعہ کو اس طرح تبدیل کیا

میلاد کی مٹھائی سے غش کھا گیا ہے یہ

عزیز موصوف نے میری ان نعتوں کو پڑھ کر جن کی ردیف "یارسول اللہ" ہے۔ خود بھی اس بحر میں چند ایک نعتیں لکھ کر مجھے بھیجیں جنہیں پڑھ کر میں بڑا محظوظ ہوا۔ ماشاء اللہ ان نعتوں میں عربی و فارسی کے مصرعے بھی اس نے موزوں کیے ہیں۔ اپنی نعتوں کے بعد "یارسول اللہ" کے عنوان سے میں اس کی نعتیں بھی شائع کر رہا ہوں۔

اس مجموعہ کو مزید چار چاند لگانے کے لیے عطاء المصطفیٰ کی نعتوں کے بعد اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے چند نعتیہ اشعار کا انتخاب کر کے ان اشعار کی میں نے مدلل تشریح کی ہے۔ اور ان اشعار اور ان کی تشریح کو "لمعات" کے عنوان سے شائع کر رہا ہوں۔

اس کے بعد والدی المعظم حضرت فقیہِ اعظم مولانا پیر ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کو "تبرکات" کے عنوان سے شائع کر رہا ہوں۔

میں نے اس مجموعہ کا نام "جَبَلِ نُور" تجویز کیا ہے۔ آیئے جَبَلِ نور کے زیرِ سایہ نوری کرنوں سے اپنے دل و جاں کو منور کر لیجئے۔

(ابو النور محمد بشیر)

حمد

لائقِ حمد است ربِّ دوجہاں
آنکہ مارا داد شاہِ مرسلاں
صلی اللہ علیہ وسلم

صلّی اللہ علیہ وسلّم

جبلِ نور پہ چڑھنے لگا ہوں — جانبِ جنت بڑھنے لگا ہوں
پڑھنے لگا ہوں نعت میں ہر دم — صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی اُن کا مثل نہیں ہے — مثل جو بنتا ہے وہ لعیں ہے
ہم خاکی وہ نورِ مجسّم — صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مومن کا ہے یہ عقیدہ — ان سے نہیں کچھ بھی پوشیدہ
ان پہ عیاں ہیں دونوں عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

نامِ محمد وردِ زباں ہے — مومن کیلیئے راحتِ جاں ہے
شوق سے پڑھیئے سارے باہم — صلی اللہ علیہ وسلم

نامِ محمد ارفع و اعلیٰ — اس کا طالب حق تعالیٰ
نامِ محمد اسمِ اعظم — صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ عالم کی ہے برکت — اُن کی بدولت ساری خلقت
اُن کے صدقے پیدا ہوئے ہم — صلی اللہ علیہ وسلم

یادِ مدینہ جس دم آئی — تو یہ بشیؔر کی حالت پائی
آنکھیں پُرنم اور ہے سرخم — صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ قدرِ حسنہٖ وجمالہٖ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

لگے پھُول برسنے رحمت کے — گئے کھُل دروازے جنت کے
ہوں نعتِ نبی میں نغمہ سرا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

سرکار کی عظمت کیا کہنا — اور عزت و رفعت کیا کہنا
ہے قدموں کے نیچے عرشِ عُلیٰ — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بے مثل ہے شانِ منیر اُن کی — نہ شریک اُن کا نہ نظیر اُن کی
ہے اُن کا سراپا نورِ خُدا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

وہ پاک و منزّہ عیب سے ہیں — اور واقف سارے غیب سے ہیں
اللہ کی ہے یہ اُن پہ عطا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بے مثل ہیں اُن کا سایہ نہیں — مثل اُنکی خدا نے بنایا نہیں
کوئی اُن سا نہ ہوگا نہ کوئی ہُوا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جو بے ادب سرکار کے ہیں — وہ مستحق سب نار کے ہیں
تُو اپنا دامن اُن سے بچا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

مثل اپنی جوان کو کہتا ہے — وُہ منزلِ کفر میں رہتا ہے
مومن نے کبھی ایسا نہ کہا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

جو ذکرِ نبی سے جلتا ہے — وہ دوزخ کے لیے پلتا ہے
ہے جلنا ہی جلنا اس کی سزا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

اِک منکرِ ختمِ نبوّت ہے — اِک منکر شانِ رسالت ہے،
اِک چھوٹا بھائی اِک ہے بڑا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

ایمان سے رشتہ فسخ ہوا — گستاخ کا چہرہ مسخ ہوا ،
اس واسطے منہ نہ دکھایا گیا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

مت دیو کا بندہ بن بندے — مت اپنے عقائد کر گندے
رکھ مسلکِ اہلِ سُنّت کا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

میلاد کے لڈو میں پاؤں — شبرات کا حلوہ میں کھاؤں
اور تیری قسمت میں کوا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

بد مذہبی سے دور کیا — اور عشقِ نبی کا درس دیا
احسان ہے اعلیٰحضرت کا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

وہ وقت بھی آئے مدینے چلوں — درِ پاک پہ اپنی آنکھیں ملوں
یہ دعاءِ بشیرؔ ہے صبح و مسا — لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

محمد رسول اللہ

کیا نامِ محمد پیارا ہے

تاریکی تھی سب چھائی ہوئی　　یہ دُنیا تھی دھندلائی ہوئی
اس نام نے رنگ نکھارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اس نام سے سب اصنام مٹے　　اوہام مٹے آلام مٹے
ہر بے چارے کا چارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

جب نام محمد سُنتا ہُوں　　سَر وجد میں آ کر دُھنتا ہُوں
اس نام کو حق نے سنوارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اِس نام سے غنچہ دل کا کِھلے　　بےچین دلوں کو چین مِلے
یہ رحمت کا فوّارہ ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اِس نام کی کوئی مثال نہیں　　اس نام کو کوئی زوال نہیں
یہ رفعت کا مینارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اس نام میں کوئی عیب نہیں　　اس نام سے کچھ بھی غیب نہیں
یہ نُور کا روشن تارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

یہ نام وہ نامِ نامی ہے　　مسکینوں کا جو حامی ہے
یہ نام ہی اپنا سہارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

یہ نام ہمارا ناصر ہے　　اس نام کا دُشمن کافر ہے
اِسے پیارے سے حق نے پکارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اِس نام سے جو گھبراتے ہیں　　اور فتویٰ شرک لگاتے ہیں
شیطان نے اُن کو اُبھارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

اِس نام نے پائی رفعت ہے　　اس نام سے عرش کی زینت ہے
یہ نام وقار ہمارا ہے　　کیا نامِ محمد پیارا ہے

میلاد کا جشن تو بدعت ہو — صد سالہ جشن میں شرکت ہو
دو رنگا دین تمہارا ہے — کیا نام محمد پیارا ہے

میرے جشن میں شاہِ مدینہ ہے — ترے جشن میں اندرا لعینہ ہے
یہ قدرت کا بٹوارا ہے — کیا نامِ محمد پیارا ہے

ہے تیری لمبی داڑھی بھی — اور ساتھ ہی اندرا کی ساڑھی بھی
توحید کا کیا ہی نظارا ہے — کیا نامِ محمد پیارا ہے

جو طیب و طاہر کھاتے ہیں — سب ہم کو دیئے وہ خدا نے ہیں
اس نام کا فیض یہ سارا ہے — کیا نامِ محمد پیارا ہے

یہ حلوہ ہے یہ مٹھائی ہے — ہر نعمت ہم نے پائی ہے
کتوں پہ کسی کا گزارا ہے — کیا نامِ محمد پیارا ہے

اے بشیر اس نام کا ہے صدقہ — اب پھر تو مدینے جائے گا
ترا کتنا بلند ستارا ہے — کیا نامِ محمد پیارا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ قدرِ حسنہ وجمالہ

جسے ایمان کہتے ہیں محبت مصطفیٰ کی ہے

خدا نے سرورِ عالم کو شان ایسی عطا کی ہے
جو مرضی مصطفیٰ کی ہے وہی مرضی خدا کی ہے
اطاعت کبریا ہی کی اطاعت مصطفیٰ کی ہے
جسے ایمان کہتے ہیں محبت مصطفیٰ کی ہے

مسلمانوں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
یہ امت مصطفیٰ کی ہے وہ جنت مصطفیٰ کی ہے

یہ شفقت اور رحمت دیکھ لیجے انتہا کی ہے
مرے آقا نے سن کر گالیاں پھر بھی دعا کی ہے

محمد ہی کی ذاتِ پاک ہے جو وجہِ عالم ہے
یہی بنیادِ عرش و فرش کی ارض و سما کی ہے

جو ہر بالا سے بالا ہے جسے سب عرش کہتے ہیں
وہاں اُن کے قدم پہنچے یہ رفعت اُن کے پاکی ہے

یہ ناممکن ہے تو محبوبِ حق کی مثل بن جائے
وہ بے مثل ہیں تو باشرہے وہ نوری ہیں تو خاکی ہے

بلائیں اور وبائیں لرزہ براندام بھاگ اُٹھیں
درودِ تاج کی جس وقت میں نے ابتدا کی ہے

لگے مرنے جو منکر "یا" کا تو لیسین مت پڑھیئے
کہ اس سورت میں بھی صورت نمایاں حرفِ "یا" کی ہے

فرشتوں نے جو پوچھا کون ہیں یہ تو میں کہہ دوں گا
یہ وہ ہیں جن کی میں نے عمر بھر مدح و ثنا کی ہے

وہابیت کے مکر و خدع سے آگاہ فرمایا
یہ ہم پر مہربانی حضرتِ احمد رضا کی ہے

نئی تہذیب

نئی تہذیب کا رنگا ہوا مسٹر معمہ ہے
سمجھ میں ہی نہیں آتا یہ کا کا ہے کہ کاکی ہے

بڑا خوش ہے بلا کر اپنی والف کو پرایوں سے
یہ کیسی بے حیائی دیکھیئے اس بے حیا کی ہے

کچھ ایسا انقلاب آ کر رہا ہے اس زمانہ میں
کبھی تلوار تھی جن میں اب اُن ہاتھوں میں راکی ہے

بشیر اپنے گناہوں کا تجھے کیوں فکر ہو جبکہ
شفاعت تجھ کو حاصل شافعِ روزِ جزا کی ہے

صلی اللہ علیہ و آلہ قدر حسنہ و جمالہ

رہے گا بس یہی نعرہ ہمارا یارسولُ اللہؐ

میں ہر دم ذکر کرتا ہوں تمہارا یارسُولُ اللہ
خدا کو بھی یہی ہے ذکر پیارا یارسُولُ اللہ

حضور اُس کی مدد کے واسطے تشریف لاتے ہیں
اگر دل سے کسی نے ہو پُکارا یارسول اللہ

قیامت کو کوئی بھی آسرا جب ہم نہ پائیں گے
تبھی آکر ہمیں دوگے سہارا یا رسول اللہ

گنہ میں نے کیے تم مغفرت کے واسطے روئے
وہ میرا کام تھا اور یہ تمہارا یا رسول اللہ

یہ مانا میں گنہگار اور مجرم ہوں، مگر ہوں تو
تمہارا یارسول اللہ تمہارا یا رسول اللہ

کسی اہلِ نظر کو بھی نظر آیا نہیں اب تک
ترے بحرِ فضیلت کا کنارا یارسول اللہ

طفیلِ مصطفٰے تو رحم فرمایا خُدا مجھ پر
تُم اپنا فضل فرماؤ خُدارا یارسول اللہ

نہ تم جیسا ہُوا کوئی نہ ہے کوئی نہ ہو کوئی
تجھے اللہ نے ایسا سنوارا یارسول اللہ

ہیں مشرک کوئی کہتا ہے تو کہتا رہے لیکن
رہے گا بس یہی نعرہ ہمارا یارسول اللہ

یہ وہ نعرہ ہے جس کو سُن کے مُنکر یُوں تڑپتا ہے
کسی نے جیسے اُس پہ بَم ہو مارا یارسول اللہ

خدا شاہد ہے رہتا ہے مرے پیشِ نظر ہر دم
وہ تیرے سبز گنبد کا نظارا یارسول اللہ

خدا نے بھی صحابہ نے بھی اور ولیوں نے بھی سب نے
تجھے پیار و محبت سے پکارا یا رسول اللہ

تو پھر ہم کیوں رہیں چپ کیوں نہ ہم بھی جوش میں آکر
لگائیں زور سے نعرہ تمہارا یا رسول اللہ

تمنا ہے مری ہر سال کی جب ابتدا ہو ، تو
مری تقدیر کا چمکے ستارا یا رسول اللہ

بشیرؔ آیا کرے ہر سال آقا ترے قدموں میں
بغیر اس کے نہیں اب تو گزارا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قدر حسنہ وجمالہ

خُدا تیرا ہے اور تُو ہے خُدا کا یا رسول اللہ

ہوا فضل و کرم مجھ پر خدا کا یا رسول اللہ
ملا جذبہ تری مدح و ثنا کا یا رسول اللہ

میں مُبتلا ہوں اِدھر جُرم و خطا کا یا رسول اللہ
تو پیکر ہے اُدھر جود و عطا کا یا رسول اللہ

فَرَبِّكَ اور لِعَبْدِہٖ میں دونوں نسبتیں بولیں
خدا تیرا ہے اور تُو ہے خُدا کا یا رسول اللہ

وبارِ نجدیت چاروں طرف جب پھیلتی دیکھی
بریلی بن گیا مرکز شفا کا یا رسول اللہ

ترا گستاخ فوراً دُم دبا کر بھاگتا دیکھا
لیا جس وقت نام احمد رضا کا یا رسول اللہ

ترے ہی اتباع و پیار کا یہ سب نتیجہ ہے
مقام اونچا ہے جو اِن اولیا کا یا رسول اللہ

ترا نعرہ مسلماں کے لیے پیغامِ رحمت ہے!
کوئی سمجھا ہُوا بم کا دھماکہ یا رسول اللہ

کوئی ملجا نہیں میرا ترے در کے سوا آقا
کوئی حامی نہیں میرا سوا اک یا رسول اللہ

ترا نعرہ لگانے سے بلائیں دور ہوتی ہیں
یہ نعرہ نسخہ ہے دفعِ بلا کا یا رسول اللہ

جو خود گمراہ تھے وہ گمرہوں کے بن گئے ہادی
ترے آنے سے رُخ بدلا ہوا کا یا رسول اللہ

ردِّ رفض

ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر کا جو دشمن ہے
وہ دشمن ہے ترا تیرے خدا کا یا رسول اللہ
بنے کیوں لومڑی ابنِ سبا کی بندہ مومن
ہے تابع جبکہ وُہ شیرِ خدا کا یا رسول اللہ

تبلیغی ٹولہ

ہے بستر سر پہ لوٹا ہاتھ میں اور دل میں نجدیت
ہے رائے ونڈی مُلّا کا یہ خاکہ یا رسول اللہ
ترے نامِ مبارک کا وسیلہ جب نہیں اس میں
تو پھر کیا فائدہ لمبی دُعا کا یا رسول اللہ

نئی تہذیب

منڈا کر مونچھ داڑھی جب نظر آیا مجھے مسٹر
گماں اس پہ ہوا خواجہ سرا کا یا رسول اللہ

کچھ ایسا انقلاب آیا ہے اس یورپ کے فیشن سے
کہ کاکی بھی نظر آتی ہے کاکا یا رسول اللہ

پھر آنا چاہتا ہے آپ کے در پر بشیر آقا
مدد فرمائیے اس کی فداک یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ قدر حسنہ وجمالہ

ذکرِ رسولِ پاک کی محفل میں آئیے

نعتِ نبی سنانے کو آیا ہوں آئیے
شانِ رسول سن کے جِلا دل کی پائیے

ذکرِ نبی کی دل میں تڑپ پیدا کیجئے
شیطانِ بدنصیب کو تڑپاتے جائیے
سُننا ہو گر حضور کی شانوں کا تذکرہ
ذکرِ رسولِ پاک کی محفل میں آئیے

بولا قمر حضور ہو شک دور کفر کا
ہو جاؤں گا میں شق ذرا انگلی اُٹھائیے
نعتِ رسول ہم کو جو پڑھتے ہوئے سُنا
کہنے لگے فرشتے وہ جنت ہے جائیے

سُن کر جو نعت جلتے تھے ان کیلئے کہا
دوزخ میں ان کو ڈال کے اب پھر جلائیے
اُمت کے غم میں اشک بہے جو حضور کے
فرمایا حق نے ان سے جہنم بجھائیے

پہنچے قریبِ عرش خدا کے حبیب جب آئی ندا یہ عرش سے تشریف لائیے

ہے شرک اِن سے مانگنا کہتے ہیں آج جو

کل کیسے کہہ سکیں گے کہ کوثر پلائیے

عیدِ میلاد

میلاد کی یہ عید ہے خوشیاں منائیے

فَلْیَفْرَحُوْا پہ کرکے عمل اَجر پائیے

بازار اور اپنی دکانیں سجائیے

اور منکروں سے کہیئے کہ مُنہ کو سُجائیے

زندہ نبی کے ذکر سے دل زندہ کیجیۓ

مُردہ دلوں سے کہیئے کہ بس مرہی جائیے

امت تو خوش ہے آپ اگر خوش نہیں ہوئے

تو آپ شوق سے صفِ ماتم بچھائیے

میلاد کی مٹھائی اور گیارہویں کے چاول

میلاد کی مٹھائی سے غش کھا گیا ہے یہ
کوے کی یخنی لائیے اس کو پلائیے

بےچین ہے یہ کوے کے قیمہ کے واسطے
چاول یہ گیارہویں کے اِسے مت کھلائیے

چاول ہوں گیارہویں کے تو مُنہ پھیر لیجئے
ہولی کی پُوریاں ہوں تو چسکے سے کھائیے

اس منہ کو بھی تو حلوہ کے لائق بنائیے
نعتِ نبی سُنائیے اور حلوہ کھائیے

امام احمد رضا

گر نجدیت کے دیو کا سایہ کسی پہ ہو
احمد رضا کے نام سے اس کو بھگائیے

گستاخِ مصطفٰے ؐ

گستاخِ مصطفٰے ؐ جو مرا تو کہا گیا
یہ بے ادب کا چہرہ ہے اِس کو چھپائیے

غیر مقلدین کے احسان الٰہی ظہیر ہلاک ہوئے تو برائے نام اہلحدیث غیر مقلدین نے لاہور میں احتجاجاً جلوس نکالے۔ ایک غیر مقلد مولوی نے بھوک ہڑتال کی اور دھرنا مار تحریک بھی شروع کر دی

یہ احتجاج کے جو تمہارے جلوس ہیں — ان کا کوئی ثبوت جو ہے تو دکھائیے
شرعاً حرام ہے تری ہڑتال بھوک کی — داتا کے در پہ جائیے کچھ کھا کے آئیے
تحریک دھرنا مار کی لی کس حدیث سے؟ — ہمت ہے گر تو کوئی ثبوت اس کا لائیے
یہ سُنتیں ہیں گاندھی کی اپنائی آپ نے — خود کو محمدی نہ کبھی اب سُنائیے

قولاً محمدی ہو تو عملاً ہو گاندھوی
ہم سے حضور آنکھ تو اپنی ملائیے

تبلیغی ٹولہ

تبلیغ کا لباس پہن کر وہ آئے ہیں — گستاخ ہیں حضور کے دامن بچائیے
آداب مسجد آپ نے کیوں ترک کر دیئے — مسجد کے دائرہ میں نہ ہنڈیا پکائیے

مسجد ہی کو بنایا ہے کیوں آپ نے ہدف — تبلیغ کے لیے کبھی گرجا بھی جائیے
دل میں جو نجدیت ہے تو بستر ہیں دیوبند — مسجد یہ سُنیوں کی ہے اسمیں نہ آئیے

کرکٹ

اسلام چاہتا ہے کہ نمازی بنائیے — فیشن یہ چاہتا ہے کہ کرکٹ کھلائیے
قرآن خواں کو دیکھ کے منہ پھیر لیجئے — عمران خاں کے نام پہ قربان جائیے
جیتے جو تم نے میچ تو ملت کو کیا ملا — کشمیر جیت کر ہمیں قبلہ دکھائیے

الیکشن قریب آنے پر

سرمایہ دار بن گئے سب خادم آپ کے
اب فخر سے غریبو سر اپنا اٹھائیے

"گیٹ آؤٹ" کہہ کے آپ کو دیتے تھے جو نکال
اب آپ سے کہیں گے کہ تشریف لائیے

دیگیں پکیں گی آپ کی دعوت کے واسطے
اور عرض یوں کریں گے کہ رونق بڑھائیے

جو کچھ کھلائیں کھائیں نہ انکار کیجیے
لیکن خدا کے واسطے دھوکہ نہ کھائیے

ماڈرن اشعار

چہرے پہ جھریاں جو پڑی ہیں تو غم نہیں / "میک اپ" سے آپ اپنا بڑھاپا چھپائیے

عورت کو کہہ رہے ہیں برابر ہے مرد کے / پھر جنوری کو بھی تو دسمبر بنائیے

مردوں کی طرح بننا ہے تم نے جو عورتو / تو پہلے اپنے چہروں پہ داڑھی اُگائیے

جو مرد اپنی سطح پہ لاتا ہے عورتیں / اس سے کہیں کہ بچّہ تو جن کر دکھائیے

مرد اپنی جگہ پر رہے زن اپنی جگہ پر / دونوں کو ان جگہوں سے نہ ہرگز ہٹائیے

نعتِ رسول پڑھنا میرا شغل ہے بشیر
کہتے ہیں جس کا کھائیے بس اُس کا گائیے

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ اللعالمیں ہو

رسالت کے ہو ہالے کے قمر تم — نبوّت کی انگوٹھی کے نگیں ہو
ہیں یوسف بھی خریداروں میں تیرے — مرے محبوب تم اتنے حسیں ہو

تمہارے ہی ہیں ہم سب اور ہمارے — تمہیں ہو یا رسول اللہ تمہیں ہو
ترا دشمن بھی اس کا معترف ہے — کہ تم صالح ہو صادق ہو امیں ہو

نہ کیوں میں بے نقط اس کو سناؤں — تمہاری شان میں جو نکتہ چیں ہو
رُسل مخلوق میں ہیں سب سے بہتر — تم اُن سب بہتروں سے بہتریں ہو

نہیں ممکن بیاں ہو اُن کی رفعت — وہ جن کے زیرِ پا عرشِ بریں ہو
محبت سے کوئی اُن کو پکارے — وہ سُن لیتے ہیں چاہے وہ کہیں ہو

بھلا میں کیوں سمجھ لوں دور تجھ کو — کہ مومن کے لیے تو تم یہیں ہو
میں مومن ہوں مرا ایماں یہی ہے — مری تو جاں[۱] سے بھی تم قریں ہو

نجدی

سمجھتے ہو اگر تم دور ان کو — تو میں کہتا ہوں تم مومن نہیں ہو
کہو جی بھر کے مشرک مومنوں کو — کہ خوانِ نجد کے تم ریزہ چیں ہو

---

۱ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

بے ادب

کہا اک بے اَدب نے مجھ سے آکر — کہ کیا اس شہر کے مفتی تمہیں ہو
کہا میں نے کہ ہاں میں ہی ہوں مفتی — لو پوچھو جانتے جو تم نہیں ہو

لگا کہنے کہ میں وہ ہوں بتائیں — جواب ایسا ہو جو واضح تریں ہو
بتائیں کہ میں کیا مومن نہیں ہوں؟ — میں بولا ہاں نہیں بالکل نہیں ہو

نہ ہو جس دل میں الفت مصطفےٰ کی — تو ایماں کیسے اس میں جاگزیں ہو
جو ذکرِ جانِ ایماں کا ہو منکر — تو کیسے اس کے ایماں کا یقیں ہو

وہ جس کے علم کے اک دائرے میں — یہ سارے آسماں ہوں اور زمیں ہو
جو ان کے علم کا انکار کر دے — شمار اُس کا نہ کیوں من کافریں ہو

ردِّ مرزائیت

نبی اب بعد اس کے کیسے آئے؟ — وہ جس کی ذات ختم المرسلیں ہو
مُسَیلِم اور اسوَد تھے کبھی جو — اب ایسے مرزا تم اُن کے جانشیں ہو

رَدِّ رفض

کرے جو لعن اصحاب نبی پر
نہ کیوں مردود ملعون و لعیں ہو

نہیں مومن نگاہِ مومنیں میں
صحابہ کا جو رکھتا بغض و کیں ہو

تبلیغی ٹولہ

لیے پھرتے ہو بستر اور لوٹا — یقیناً رائے ونڈ کے تم مکیں ہو
یہ مسجد ہی تمہارا کیوں ہدف ہے — کبھی گرجے میں بھی تبلیغ دیں ہو
یہ میخانے کلب سینما و تھیٹر — وہاں تبلیغ کیوں کرتے نہیں ہو

نئی تہذیب

کہا تہذیب نو نے میرا لڑکا — پری رُو دلربا و نازنیں ہو
مری لڑکی پھرے لڑکوں کے ہمراہ — جہاں لڑکے ہوں لڑکی بھی وہیں ہو
ملاوٹ حُسن میں بھی کر رہے ہو — بنے سرخی و پوڈر سے حسیں ہو
ہے عورت کا یہ معنی جو نہاں ہو — عیاں ہو گی تو تم عورت نہیں ہو
جو غیروں سے ملے بے آبرو ہے — معزز وہ ہے، جو پردہ نشیں ہو

درس

تمہارا ہو گا تابع سارا عالم — اگر تم تابعِ دینِ متیں ہو

بشیرؔ اس طرح دنیا سے ہو رخصت
تمہارا در ہو اور اس کی جبیں ہو

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک و آلک قدر حسنک و جمالک

یارسول اللہ

اللہ کی قدرت کے شہکار نظر آئے

یہ نظم ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو مسجد رحمانیہ گرجاکھی گیٹ گوجرانوالہ میں منعقدہ جلسۂ دستارِ فضیلت میں پڑھی گئی۔ جن بچوں نے قرآن حفظ کیا ان کی دستار بندی ہوئی۔ عزیزی عطار المصطفےٰ جمیل ایم اے اسی مسجد میں خطیب ہے۔

ہر سمت مدینے میں انوار نظر آئے
نورانی گلی کوچے بازار نظر آئے

طیبہ کے جو صحرا ہیں صحرا تو ہیں وہ لیکن — عشاق کی نظروں میں گلزار نظر آئے
ہر وصف و کمال ان کو اللہ نے بخشا ہے — اللہ کی قدرت کے شہکار نظر آئے

سورج بھی پلٹ آئے پتھر بھی پڑھیں کلمہ — سرکارِ دو عالم کے مختار نظر آئے
سرکار کی الفت سے گر دامن ہے ترا خالی — اعمال ترے سارے بیکار نظر آئے

یہ نعرہ رسالت کا اک ہار ہے پھولوں کا — لیکن یہ وہابی کو تلوار نظر آئے

فضائلِ صحابہ

اُس روضۂ انور میں سرکار نظر آئے — سرکار کے قدموں میں دو یار نظر آئے
کفار کے دشمن تھے یارانِ نبی سارے — اُن یاروں کے دشمن اب کفار نظر آئے

سرکار قمر ہیں اور اصحابِ نبی تارے — اِن سب میں جو روشن تر ہیں چار نظر آئے
سچ کہتے ہیں ہم یار وہم یار اُسی کے ہیں — یارانِ محمد کا جو یار نظر آئے

توہین صحابہ ہو یا آلِ محمد کی — یہ راستے دونوں ہی پُر خار نظر آئے
خود قتل بھی کرتے ہیں ماتم بھی کریں خود ہی — کوفے کے یہ ظالم بھی عیار نظر آئے

نجدی حکومت نے جب صدام حسین کے حملہ کے خطرہ
سے امریکہ کے صدر بُش کو پکارا اور امریکی فوجوں کو حجاز مقدس
میں اتارا

اللہ کا در چھوڑا نجدی نے مصیبت میں
لینے کو مدد بُش سے تیار نظر آئے
بُش بھی تو ہے غیر اللہ کیوں اس کو پکارا ہے
کیوں اپنے ہی مذہب سے بیزار نظر آئے

اُس ارضِ مقدس پر نجدی کی نحوست سے
امریکہ کی فوجیں اور ہتھیار نظر آئے
گہوارۂ رحمت پر آفت یہ ہوئی نازل
یہ نجد کے تارے بھی دُمدار نظر آئے

دل اس نے جلائے ہیں عُشاق کے اے مولا
یہ نجدی حکومت اب فی النار نظر آئے

تبلیغی ٹولہ

انسان ہوا غائب بستر بھی گیا اس کا
جس جگہ یہ تبلیغی فنکار نظر آئے

باتیں ہیں بہت میٹھی گھاتیں ہیں بہت گہری
تبلیغی لبادے میں مکار نظر آئے

یہ مندر و گرجا میں تبلیغ نہیں کرتے
مسجد ہی پہ بس ان کی یلغار نظر آئے

سرکار کی عظمت میں منہ پھٹ جو نظر آئیں
اُن مونہوں پہ دیکھو تو پھٹکار نظر آئے

ہمارے لیڈر

اس واسطے ہم دنیا میں خوار نظر آئے
لیڈر جو ہمارے ہیں میخوار نظر آئے

انگلینڈ کے پروردہ انگلش کے ہیں شیدائی
انگریزی ہی ہیں کرتے گفتار نظر آئے

مسجد میں نہیں آتے قرآں نہیں پڑھتے
دن رات کلبوں میں میخوار نظر آئے

انگریز نما لیڈر اسلام کرے نافذ؟
پتلون بھلا کیسے شلوار نظر آئے

ہمارے وزیر

ہر روز نئی آفت ملت کو نظر آئی
تارے یہ وزیروں کے دُمدار نظر آئے

اغوا بھی یہ کرتے ہیں لیتے ہیں منفعت بھی
اب اپنے یہ حاکم بھی خرکار نظر آئے

اکتوبر ۱۹۹۰ء کے الیکشن قریب آنے پر

دن آئے الیکشن کے مغرور جھکے دیکھے
ہمدرد غریبوں کے اور یار نظر آئے

جب لینے کو ووٹ آئے مسکین سی صورت تھی
جب بن گئے ممبر تو خونخوار نظر آئے

ممبر تو بنے ان سے جا بیٹھے مگر اُن میں
یہ ووٹوں کے طالب بھی غدار نظر آئے

وعدہ تو کیا اس سے اور ووٹ دیا اُس کو
ووٹر بھی ہمارے اب ہشیار نظر آئے

ان ووٹوں کی قوت سے ایوان جو بنتا ہے
گھوڑوں کی تجارت کا بازار نظر آئے

رشوت

رشوت کا کرشمہ ہے سائیکل بھی نہ تھی جس کی
نیچے اسی مسٹر کے اب کار نظر آئے

جو گھر تھا کبھی ایسا جس میں نہ تھا اک پیسہ
دولت کا اسی گھر میں انبار نظر آئے

دستار بندی

قرآن پڑھو بچو! کہ تمہارے سروں پر بھی
دستارِ فضیلت کی دستار نظر آئے

اسی مسجد میں عزیزم عطاء المصطفےٰ جمیل خطیب ھے

اس واسطے ہے رونق اس آپ کی مسجد میں
اس میں مرے بیٹے کی للکار نظر آئے

یہ لختِ جگر میرا رکھتا ہے عبور اتنا
مضمون انوکھا ہی ہر بار نظر آئے

سُن سُن کے بیاں اس کے ہر شہر کے سب سُنّی
سرکار کی اُلفت میں سرشار نظر آئے

سُنتے ہی بیاں اس کا ملحد بھی منافق بھی
مجبور نظر آئے لاچار نظر آئے

اس مسجد کی کمیٹی کے صدر حاجی گلزار احمد صاحب ہیں

مسجد کی کمیٹی میں پھر کیسے خزاں آئے
جب بانی و صدر اس کے گلزار نظر آئے

۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کے الیکشن میں اتحاد والے

جیت گئے اور پیپلز پارٹی والے ہار گئے

تھا فتح و حکومت کا جن جن کے گلوں میں ہار
وہ سارے کے سارے اب گئے ہار نظر آئے

کشتی جو وطن کی ہے گرداب کی زد میں ہے
چپّو ہو شریعت کا تو پار نظر آئے

گر ہاتھ لگیں کٹنے ان ڈاکوؤں چوروں کے
پھر چور نہ کوئی بھی زنہار نظر آئے

لعنت یہ زنا کی بھی باقی نہ رہے ہر گز
گر ہوتا ہوا زانی سنگسار نظر آئے

اغوا و ڈکیتی بھی اب بند ہو یا مولا
اب کوئی نہ ڈاکو اور خرکار نظر آئے

۱۱ر نومبر ۱۹۹۰ء کو اپنے قصبہ کی مسجد شریفی میں بزرگانِ ڈھوڈہ شریف کا عرس منعقد ہوا۔ حضرت پیر حیدر شاہ اس کے صدر تھے

مسجد یہ شریفی ہے اس رات مگر دیکھو
ہر سمت یہ ڈھوڈے کا دربار نظر آئے

اس گدّی میں مجھ کو اور میرے اکابر کو
سرکار مدینہ کے انوار نظر آئے

اب گدی نشیں ہیں جو نام انکا ہے حیدر شاہ
اس عمر میں بھی دیکھو سردار نظر آئے

مظہر ہیں یہ بھائی کے تصویر انہی کی ہے
وہی سیرت و صورت اور دستار نظر آئے

یہ رنگِ شریعت میں رنگتے ہیں مریدوں کو
اس رنگ ہی میں رنگے سب یار نظر آئے

ہے میری دعا مولا محبوب کے صدقہ میں
تاحشر سلامت یہ دربار نظر آئے

یہ نظم سنائی ہے سوتوں کو جگایا ہے
صد شُکر کہ سُنّی بھی بیدار نظر آئے

کیا بات بشیرؔ اس کی کیا نظم سُنائی ہے
بے مثل تمہارے یہ اشعار نظر آئے

یہ بشیرؔ کی حسرت ہے وہ دن بھی خدا لائے
جب جانبِ بطحا وہ تیار نظر آئے

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

مشکلوں میں گھر گیا تیرا غلام
میرے مولا میری مشکل ٹالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

میرے داتا میں بھی ہوں در پر کھڑا
بھیک میری جھولی میں بھی ڈالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

پُل سے جب ہونے لگے میرا گزُر
یارسول اللہ مجھے سنبھالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

اُن سے جو جلتا ہے جلنے کیلئے
ربنے دوزخ میں اُسے ہے ڈالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

بدعقیدہ کو نہ دو ہرگز زکوٰۃ
آستیں کے سانپ کو مت پالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

زندہ رہنا تیری اُلفت کے بغیر　　مُفت میں ہے عُمر اپنی گالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن

غیر ممکن ۔ ہو عمل قرآن پر　　اور مسلماں پھر بھی ہوں خوشحال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن ۔ محفل میلاد ہو　　اور آئے نجد میں بھونچال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن ۔ حلوۂ شبرات ہو　　اور نجدی کی بھی ٹپکے رال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن ۔ دُرّۂ فاروق ہو　　اور بدینوں کی اُدھڑے کھال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن ۔ میں عُمر کا نام لُوں　　اور شیطاں کا بُرا ہو حال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

غیر ممکن ہے کہ سُنّی ہو کوئی　　اور ہو اس کے دل میں حُبِّ آل نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

تبلیغی ٹولہ

آئے ہیں تبلیغِ دیں کے نام سے　　مومنو ایمان کو سنبھالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

اُس سے کہہ دو جانتا ہوں میں تجھے　　چل یہاں سے چل تو مجھ سے چال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

چھوڑ مجھ پر اپنے ڈورے ڈالنا　　میری مسجد میں تو ڈیرے ڈال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

اپنے چولہے اور ہنڈیا کو اُٹھا   کہ یہاں تیری گلے گی دال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

نئی تہذیب

ہے نئی تہذیب کا مسٹر کو حکم   رُخ پہ داڑھی مونچھ کے ہوں بال نہ

یارسول اللہ انظر حالنا

اے بشیر اشعار کہہ لیتے ہو تم   جانتے ہو تم یہ سکہ ڈھالنا

یارسول اللہ انظر حالنا

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ و جمالہ

عزیزم مولوی عطاء المصطفےٰ اجمیل ایم اے خطیب جامع مسجد رحمانیہ گرجاکھی گیٹ نے گوجرانوالہ میں اپنی کوٹھی تعمیر کی۔ تو اس کی مسجد میں ایک منعقدہ محفل میں یہ نعتیہ نظم سُنائی

دل میں سرکارِ دو عالم کی اگر یاد رہے

تو یہ دل شاد رہے غم سے یہ آزاد رہے

خود خدا اور فرشتے بھی جو پڑھتے ہیں درود

کیوں نہ پھر ہوتی یہاں محفلِ میلاد رہے

بزمِ میلاد کی رونق نہیں جس دل کو پسند

ایسا دِل اُجڑے نہ کیوں کیوں نہ وُہ برباد رہے

آج جو ذکرِ نبی سُن کے نہیں خوش ہوتا

ایسا بدبخت نہ کیوں حشر میں ناشاد رہے

میں نہ چھوڑوں گا کبھی نام محمد لینا

چاہے سینے پہ مرے نجد کا جلاد رہے

گر عقیدہ ہی بُرا ہو تو ہے بے سُود عمل

ہے خطرناک مکاں کچّی جو بُنیاد رہے

ہوا گُستاخِ پیمبر جو ۔ ہوا وہ کافر

چاہے پہلے وہ فرشتوں کا بھی اُستاد رہے

یہ نئے قائد و رہبر یہ نئے مصلح دیں

کے نیا فتنہ ہی بس کرتے یہ ایجاد رہے

تبلیغی ٹولہ

آڑ تبلیغ کی لے کر وہ شکاری آیا

دور مجھ سے مرے مولا مرا صیاد رہے

پُختہ رکھ اپنے عقیدہ کو نہ ہو اُس میں لچک

موم کی طرح نہ ہو بلکہ وہ فولاد رہے

نجدیّت

ریزہ خوانِ شہِ نجد ترے پیٹ میں ہو

اور مری پُشت پہ دستِ شہِ بغداد رہے

حلوہ شبرات کا کہتے ہیں حرام آج وہ لوگ

ساتھ گاندھی کے جو کھاتے کبھی پرشاد رہے

غوثِ اعظم سے مدد لینے کو وہ شرک کہیں

قاضیٔ شوکاں سے جو طالبِ امداد رہے

دُرّۂ حضرتِ فاروق اگر آج بھی ہو

تو یہ گُستاخ رہیں اور نہ یہ الحاد رہے

ماڈرن

جا کے یورپ میں مِسٹر نہیں واپس آتا
ساس کہتی ہے مرے گھر مرا داماد رہے

عزیزی عطاء المصطفیٰ سے متعلق اشعار

دُعا اور نصیحت

میرا بیٹا ہے جمیل آپ کی مسجد میں خطیب
تا کہ کرتا یہ بیاں شرع کا ارشاد رہے

ذکرِ سرکارِ دو عالم یہ سُناتا ہی رہے
تا کہ سرکار کی ہر وقت ہمیں یاد رہے

اس کی تقریر میں کیوں لطف نہ ہو پھر پیدا
ساتھ ساتھ آپ کی جب ملتی اِسے داد رہے

آپ کے شہر میں اب اس نے بنایا ہے مکاں
ہے دُعا میری جہاں بھی یہ رہے شاد رہے

میں دُعا کرتا ہوں اور آپ سب آمین کہیں
کہ یہ گھر اس کا سلامت رہے آباد رہے

اپنے بچّوں میں اسے ہنستا ہُوا میں پاؤں
تا کہ خوش پا کے اِسے میرا بھی دِل شاد رہے

پوتے[1] سلمان یہ حسّان یہ ذیشان مرے
ساتھ تینوں کے سلامت میرا حمّاد رہے

اہلِسُنّت کا عَلَم تھام کے یہ سارے چلیں
میرے ہی نقشِ قدم پر مری اولاد رہے

جو سبق مُجھ کو پڑھایا ہے مرے والد نے
وہ سبق سب مرے ان بچّوں کو بھی یاد رہے

---

[1] مولوی محمد سلمان، مولانا محمد حسّان، مولوی محمد ذیشان اور مولوی محمد حمّاد

رہنا قائم اسی مسلک پہ تُم اے میرے جمیل
یہ وُہ مسلک ہے کہ جس پر ترے اجداد رہے

اے بشیر اُن کی ہو یُوں دل میں محبت راسخ
شعر پڑھتا ہوں کسی کا جو تمہیں یاد رہے

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاّد رہے
لب پہ ترا نام رہے دل میں تری یاد رہے

یہ کوٹھی بھی عطارُ المصطفیٰ ہے

کوٹھی کی خوشی میں محفلِ میلاد منعقد ہوئی۔ اس میں یہ نظم سنائی۔

نہ اِک تو ہی عطارُ المصطفیٰ ہے
یہ کوٹھی بھی عطارُ المصطفیٰ ہے

عطارُ المصطفیٰ ہے جان میری
مری ہستی عطارُ المصطفیٰ ہے
اِسے پاکر ہوُا دل میرا ٹھنڈا
مرا "اے سی" عطارُ المصطفیٰ ہے

مری صحت ہے قائم اس کے دم سے
کہ خالص گھی عطارُ المصطفیٰ ہے
نہ ہوتے وہ تو پھر کچھ بھی نہ ہوتا
یہ دنیا بھی عطارُ المصطفیٰ ہے

قیامت تک بھی جو شے پیدا ہوگی — جو ہے جو تھی عطاءُ المصطفےٰ ہے
اُتر جائے جو دل میں ایسی تقریر — فقط تیری عطاءُ المصطفےٰ ہے

کرے تردیدِ باطل علم سے جو — کوئی ہے؟ جی عطاءُ المصطفےٰ ہے
اسے سُن کر ہوئے مضبوط سُنّی — یہ وہ سُنّی عطاءُ المصطفےٰ ہے

یہ حُسنِ قرأت و جوشِ خطابت — عطا کس کی؟ عطاءُ المصطفےٰ ہے
برائے سینۂ گُستاخ و ملحد — یہ اک برچھی عطاءُ المصطفےٰ ہے

بڑا مُہلک مرض ہے نجدیت کا — دوا اس کی عطاءُ المصطفےٰ ہے
وہابی بھاگ اُٹھا مجھ سے یہ سُن کر — ارے نجدی عطاءُ المصطفےٰ ہے

مئے حُبِّ نبی یہ دے رہا ہے — ارے لے پی عطاءُ المصطفےٰ ہے
خدا و مُصطفےٰ ہوں تیرے حافظ — دُعا میری عطاءُ المصطفےٰ ہے

مرے احباب کہتے ہیں یہ مُجھ سے — کہ اک موتی عطاءُ المصطفےٰ ہے

بشیر آیا جو جنت میں تو بولا
یہ جنت بھی عطاءُ المصطفےٰ ہے

❀

پیارے

تو فخرِ رُسل تو قائدِ کُل ترا رُتبہ ہے سب سے سوا پیارے
گئے سارے رسول نظر سے گزر کوئی تجھ سا نظر نہ آیا پیارے

ہاں طور پہ حضرت موسیٰ تھے اور چرخ پہ حضرت عیسیٰ ہیں
پر عرشِ عُلیٰ پر کون گیا ہے ایک تمہارے سوا پیارے

یہ منظر کیسا دلکش ہے رب عرش پہ جلوہ فرما ہے
اُمت کی ہیں آنکھیں تجھ پہ لگیں تو سجدہ میں ہے جھکا پیارے

سر سجدہ میں آنکھیں پُرنم ہیں اور چہرے پہ گیسو بکھرے ہیں
سامانِ نجاتِ اُمت کے لیے بن گئی تیری ادا پیارے

حق عرش سے بولا اُٹھ پیارے اے اپنی اُمت کے حامی
تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں تو مانگ اور مُجھ سے پا پیارے

تیرے روئے منور کی ہے قسم اور بکھری ہوئی ان زُلفوں کی
میں تیری رضا میں ہُوں راضی ذرا سر کو تو اپنے اُٹھا پیارے

پھر آپ یہ بولے سجدے میں مری اُمت مجرم و عاصی ہے
کر ان پہ نظر تو رحمت کی کر ان کو تو آج رہا پیارے

پھر جوش میں آیا بحرِ کرم محبوب سے یُوں ارشاد ہوا
تری اُمت کیلئے جنت کے دروازے ہیں سارے وا پیارے

ہم غرق تھے بحرِ عصیاں میں کب لائق تھے ہم جنت کے
ہوئے ایک تمہاری نسبت سے ہم موردِ لطفِ خدا پیارے

جب حکم ہوا یہ محشر میں کہ بشیر کو ہم نے جنت دی
خود بڑھ کے کہا جنت نے مجھے مداحِ نبی تو آ پیارے

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

بشیرؔ اپنا تو طیبہؐ کو سفر ہے

جو اُن کا نام لے وہ نامور ہے   جو اُن کی نعل پا لے تاجور ہے

رضا اللہ کی واللہ باللہ   رضائے مصطفےٰ میں مُستتر ہے

خدا ہے لامکاں اُس کا کہاں دَر؟   محمدؐ کا ہی در اللہ کا دَر ہے

بھلا اُن کی بلندی کون جانے؟   قدم اللہ اکبر عرش پر ہے

تھی مرضی تیری تھا تیرا اشارہ   پلٹ آیا ہے سورج شق قمر ہے

مِرے آقا کے در سے پھر گیا جو   ذلیل و خوار ہے وہ دَربدَر ہے

نظامِ مُصطفےٰ ہی میں ہے راحت   دِگر جو بھی ازم ہے پُرخطر ہے

نظامِ مُصطفےٰ لائے گا وہ ؛ جو   مقامِ مصطفےٰ سے بے خبر ہے

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوا جن سا نہ کوئی اور نہ ہو گا   اُنہیں کہتے ہو مِثل اپنی بشر ہے

مرے سر کو ٹھکانا مل گیا ہے   مرے آقا کا در ہے میرا سر ہے

مدینے کا ارادہ کر لیا ہے   مقدّر اپنا لوّ اب اُوج پر ہے

کوئی جاپان جائے کوئی یورپ
بشیرؔ اپنا تو طیبہؐ کو سفر ہے

ؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ قدر حسنہ وجمالہ

ظہورِ نور

تشریف نُور لایا ہے ہر سمت نُور ہے
تاریکیوں کا بُت تھا جو وُہ چُور چُور ہے

اندھوں کو روشنی سے کوئی فائدہ نہیں
یہ روزِ آنکھ والوں کا یومِ سرور ہے

ایمان کی نظر میں سراپا وہ نُور ہیں
تُجھ کو نظر نہ آئے تو تیرا قصور ہے

کوئی بھی شئے نہیں جو نہیں اُن سے فیضیاب
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نُور ہے

عاشق نے جلوہ حق کا وہاں دیکھ کر کہا
میرے لیئے مدینۂ انور ہی طُور ہے

مومن کی جان سے بھی ہیں مولا قریب تر
تو دور کہہ رہا ہے کہ تو اُن سے دور ہے

انکارِ معجزات کا، سائنس پر یقین
ثابت ہُوا کہ عقل میں تیری فتور ہے

آقا غلام کی نہ سُنے تو سُنے گا کون ؟
میرا نبی ندا مری سُنتا ضرور ہے

اللہ سے مِلنا ہے تو رسولِ خدا سے مِل
جو اُن سے دُور ہے وُہ خدا سے بھی دُور ہے

اللہ کا حبیب ہو اور تیری مثل ہو؟
بے عقل تری عقل میں کتنا فتور ہے

کوئی کسی کے گاتا پھرے گُن مگر بشیر
موضوع اپنا ہے جو وہ شانِ حضور ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ قدرِ حسنہ و جمالہ

مقامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے حاصل کیجے عرفانِ مقامِ مصطفٰے

بعد میں پھر لیجیئے نامِ نظامِ مصطفٰے

لاکھ سجدے کیجیئے اللہ کو بے کار ہیں

ہو نہ جب تک دل میں پیدا احترامِ مصطفٰے

منکرِ شانِ رسالت تیری یہ جنّت نہیں

دُور ہٹ یہ تو ہے جاگیرِ غلامِ مصطفٰے

تیری قسمت میں تو جنّت کی ہوا تک بھی نہیں

کیونکہ ہے جنّت کے ہر پتّے پہ نامِ مُصطفٰے

اہلِ ایماں کیلیئے ہے فرض سُننا لا کلام

ہر کلامِ حق تعالٰی اور کلامِ مُصطفٰے

ہے مداوا بالیقیں ہر فرد کے ہر درد کا

رحمتیں سب کے لیے لایا پیامِ مصطفٰے

ہیں وہ جلنے کیلیئے ہی اُس جہاں میں بھی بشیر

جلتے ہیں جو اِس جہاں میں سُن کے نامِ مصطفٰے

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

شانِ طیبہ

وہ ہے اللہ اکبر شانِ طیبہ
ملائک بھی ہیں مشتاقانِ طیبہ

شہنشاہ و گدا سب کھا رہے ہیں
ہر اک کے واسطے ہے خوانِ طیبہ

جواہر علم و عرفان و رضا کے
لیے آغوش میں ہے کانِ طیبہ

سہانے دن ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی
یہی ہے عاشقو پہچانِ طیبہ

مزہ جنت میں کب ہے، جو یہاں ہے
بہارِ خلد ہے قربانِ طیبہ

یہیں شاہوں کی جھکتی ہیں جبینیں
کہ شاہوں کے ہیں شہ سلطانِ طیبہ

تمنائے بہشت اس میں نہیں ہے
کہ اپنے دل میں ہے ارمانِ طیبہ

بشیر آثارِ یار اس نے دکھائے
یہ ہے عشّاق پر احسانِ طیبہ

مدینے کی باتیں

نہ کھانے کی باتیں نہ پینے کی باتیں
میں کرتا رہوں گا مدینے کی باتیں

جو سینہ مزیّن ہو عشقِ نبی سے
یہ باتیں تو ہیں ایسے سینے کی باتیں

مہک اٹھی محفل سُنائیں جو میں نے
رسولِ خُدا کے پسینے کی باتیں

یہ آبِ حیات اپنے جاموں میں بھر لو
خُدا کی قسم ہیں یہ جینے کی باتیں

محبّت کی باتیں سُناتے ہیں سُنّی
جو نجدی ہیں کرتے ہیں کینے کی باتیں

کہے گر کوئی یوں مدینے میں کیا ہے؛
تو سُنیئے نہ ایسے کمینے کی باتیں

بشیرؔ اِک مہینہ رہا ہوں مدینے
نہ بھولوں گا میں اُس مہینے کی باتیں

مدینہ ہے جنت میں جانے کا زینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
مدینے میں مرنا ہے دراصل جینا

ہے نورٌ علیٰ نور نامِ محمّد
اسی نام سے ہے منوّر یہ سینہ

یہاں من رآنی وہاں لن ترانی
کہاں یہ مدینہ کہاں طورِ سینا

جو حج کرکے جاتا نہیں ہے مدینے
وہ کم بخت بدبخت اور ہے کمینہ

گیا جو مدینے وہ جنت میں پہنچا
مدینہ ہے جنت میں جانے کا زینہ

خدا نے یہاں آبِ زمزم پلایا
نبی سے وہاں آبِ کوثر ہے پینا

ہے بُغضِ مدینہ میں جینا بھی مرنا
مدینے کی اُلفت میں مرنا بھی جینا

مدینہ کی رفعت اگر دیکھنی ہو
تو مانگ اپنے اللہ سے چشمِ بینا

بشیرؔ اپنے مولا سے میری دُعا ہے
مروں تو زباں پر ہو وردِ مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

عطار المصطفیٰ جمیلؒ نے جب مدینہ منوّرہ میں عید کی

ہے یہ عطا حضور پہ ربِّ مجید کی
فریاد سُنتے ہیں وہ قریب و بعید کی

ایمان کا گزر ہی نہیں ایسے قلب میں
حسرت نہیں ہے جس میں مدینے کی دید کی

جنت حضور کی ہے کہ جنت کے باب کی
محبوب کے سپرد خدا نے کلید کی

اللہ کا کلام ہے سرکار کا کلام
آیت یہ کہہ رہی ہے کلامِ مجید کی

پھر منبعِ حیات بھی زندہ ہے بالیقیں
تسلیم زندگی ہے تجھے گر شہید کی

گستاخیِ رسول ہو جس شخص کا شعار
صورت خدا دکھائے نہ ایسے پلید کی

میرے جمیل تم تو بڑے خوش نصیب ہو
سرکار کے حضور میں تم نے جو عید کی

نعتِ رسول کہنا مرا فرض ہے بشیر
سُنّت ادا میں کرتا ہوں ربِّ حمید کی

صلی اللہ علیہ وسلم وآلہٖ قدر حسنہ وجمالہ

عطاء المصطفیٰ جمیل کے حج پر جانے کے موقع پر

اے عازمِ مدینہ!

تجھ سے ہے میرا کہنا با احترام کہنا —

— تیری جناب میں ہے میرا تو کام کہنا

اے عازمِ مدینہ! جب تم مدینے پہنچو

سرکارِ دو جہاں سے میرا سلام کہنا

میری طرف سے کہنا مجھ پر ہو پھر عنایت

پھر آنا چاہتا ہے تیرا غلام کہنا

گو تین بار حاضر پہلے بھی ہو چکا ہوں

لیکن حضور پھر بھی ہوں تشنہ کام کہنا

نظروں میں پھر رہا ہے وہ تیرا سبز گنبد

وردِ زباں ہے تیرا ہر وقت نام کہنا

سر خم اور آنکھیں پُر نم لب پر سلام جاری

روتا ہوں اب وہ کھو کر لُطفِ قیام کہنا

جا کر مدینے آؤں آ کر مدینے جاؤں

اِس سلسلہ کو آقا بخشیں دوام کہنا

میرے جمیل جب تم جالی شریف دیکھو

رو رو کے میری جانب سے بھی سلام کہنا

کہنا کہ میرے والد پھر آنا چاہتے ہیں

پھر اُن کی حاضری کا ہو انتظام کہنا

قاری منیر صاحب ہے عرض آپ سے بھی

جو کچھ سُنا ہے مجھ سے جا کر تمام کہنا

اہلِ نظر نے دیکھا اندھوں کا اندھا پن ہے

کوا حلال کہنا حلوہ حرام کہنا

امرِ مباح کو بھی بدعت ہے کہنا ایسا
جیسے ہو صبحِ صادق اور اُس کو شام کہنا

مثلِ حضور بننا گستاخ کا ہے ایسا
آبِ نجس کو جیسے زمزم کا جام کہنا

گستاخِ مصطفٰے کو مومن ہے کہنا ایسا
جیسے کسی طوائف کو نیک نام کہنا

یہ نعرۂ رسالت بھاتا نہیں ہے جن کو
اندرا کا اُن کو بھایا ہے رام رام کہنا

فیشن پرست لڑکی رُکتی نہیں ہے گھر پر
موزوں ہے ایسی لڑکی کو تیز گام کہنا

اوروں کا شغل دیکھا مدح و ثنائے دنیا
شغلِ بشیر نعتِ خیر الانام کہنا

م ح م د

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

م

کلمہ میں میم اور مسلمان میں بھی میم — اسلام میں ہے میم تو ایمان میں بھی میم

جو صوم میں ہے میم تو رمضان میں بھی میم — رحمت میں ہے جو میم تو رحمان میں بھی میم

اس میم کا ہے جلوہ رحیم و کریم میں

کیا برکتیں ہیں دیکھو محمد کے میم میں

ہے آسماں میں میم زمیں میں بھی میم ہے — اور ہے مکاں میں میم مکیں میں بھی میم ہے

الہام اور روحِ امیں میں بھی میم ہے — رقم قلم میں لوحِ مبیں میں بھی میم ہے

اِس میم کی بہار ہے باغِ نعیم میں

کیا برکتیں ہیں دیکھو محمدؐ کے میم میں

گر حمد میں ہے میم تو حامد میں میم ہے — اور مردِ حق میں میم مجاہد میں میم ہے

اور میم ہے نماز میں مسجد میں میم ہے — اور میم ہے مرید میں مرشد میں میم ہے

اس میم ہی کا نور ہے قلبِ سلیم میں

کیا برکتیں ہیں دیکھو محمد کے میم میں

"ح"

اہلِ حیا کو "ح" سے ہی حاصل حیا ہوئی

حاصل شہیدِ حق کو حیات و بقا ہوئی

اور دل میں پیدا "ح" سے ہی حُبِّ خدا ہوئی

"ح" سے حسین کو حُسن کی دولت عطا ہوئی

"ح" حج میں حجرِ اسود و بیت الحرام میں

کیا برکتیں ہیں "ح" کی محمّد کے نام میں

یہ "ح" لحد میں ساتھ ہے راحت کے واسطے

محشر میں بھی ہے ساتھ یہ رحمت کے واسطے

وقتِ حساب ساتھ حمائت کے واسطے

ہر حال میں ہے ساتھ حفاظت کے واسطے

حل مشکلوں کو کرتی ہے ہر اک مقام میں

کیا برکتیں ہیں "ح" کی محمّد کے نام میں

محبوب میں بھی "ح" ہے محبت میں بھی ہے "ح"

حاکم میں ہے جو "ح" تو حکومت میں بھی ہے "ح"

گر "ح" حکیم میں ہے تو حکمت میں بھی ہے "ح"

رحمٰن میں جو "ح" ہے تو رحمت میں بھی ہے "ح"

"ح" حیدر و حسین علیہ السلام میں

کیا برکتیں ہیں "ح" کی محمّد کے نام میں

دوسری میم

اس میم سے مراد ملی بے مراد کو
اس میم نے ملایا ہے حق سے عباد کو

اس میم نے مٹایا ہے کفر و عناد کو
اس میم سے ہے موت جہانِ فساد کو

اس میم سے بہشت میں اپنا مکان ہے
کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

اس میم نے مٹائی ہے ظلمت قدیم کی
اس میم نے دلائی ہے رحمت رحیم کی

اور ہے یہ میم ملجأ و ماویٰ یتیم کی
مکہ مدینہ میں بھی تو برکت ہے میم کی

یہ میم مجرموں کو پیامِ امان ہے
کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

اس میم سے تو لطف ہے مولا کے نام میں
اس میم ہی کا جلوہ ہے زمزم کے جام میں

اس میم ہی کا نور ہے بیت الحرام میں
اس میم سے مدد ملی مشکل کے کام میں

یہ میم ہی تو موجبِ خلقِ جہان ہے
کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

د

آدم ہوئے فرشتوں کے مسجود دال سے

کافر جناب حق سے ہے مردود دال سے

حامد جو دال سے تو ہے محمود دال سے

دونوں جہان ہو گئے موجود دال سے

دین اور دنیا دونوں محمد کا مال ہے

بنیاد دو جہاں کی محمد کا دال ہے

دانش میں ہے جو دال تو دانا میں دال ہے

دولت میں ہے جو دال تو داتا میں دال ہے

امداد میں ہے دال مداوا میں دال ہے

درِ صدف میں دال ہے دریا میں دال ہے

ہر دل میں دال ہی کا تو دیکھو جمال ہے

بنیاد دو جہاں کی محمد کا دال ہے

اِس دال سے قبول خدا کو دُرود ہے

اِس دال سے بشیر یہ ہر اِک وجود ہے

مردِ سخی کا دال سے فیض اور جود ہے

خوش دال سے شہید پہ ربِ ودود ہے

نزدیک و دور دال کا فیضِ کمال ہے

بنیاد دو جہاں کی محمد کا دال ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم قدر حسنہ وجمالہ

شہد سے میٹھا محمّد نام

میم مئے توحید پلائے　اور "ح" حق سے آ کے ملائے　دوسری میم مراد دلائے
اور یہ "دال" محمد یارو　دور کرے آلام　شہد سے میٹھا محمد نام
میم سے ہیں محبوبؐ رب کے　"ح" سے حاکم عجم و عرب کے　دوسری میم سے مالک سب کے
"دال" سے داتا دونوں جہاں کے　جُود ہے اُن کا عام　شہد سے میٹھا محمد نام
میم سے ہیں ہر دُکھ کے دوا　"ح" سے حامی ہر بے چارا　دوسری میم یتیم کی ملجا
دال بچا کر دوزخ سے　فردوس کا دے پیغام　شہد سے میٹھا محمد نام
میم محبت کی مے لایا　"ح" نے حق کا جام پلایا　دوسری میم نے مست بنایا
دال سے دل میں بشیرؔ کے اُنکی　یاد ہے صبح و شام　شہد سے میٹھا محمد نام

صلی اللہ علیہ وآلہ قدرحسنہ وجمالہ

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضاداریؑ

حُسنِ یوسف کا ہوُا ایک جہاں میں چرچا
اِک نظر جس پہ پڑی اُس پہ ہوُا غش طاری

حضرتِ روح نے مُردوں کو کیا ہے زندہ
قُم کہا جس کو حیات اُس میں ہوئی ہے ساری

پھیر کر ہاتھ کیا جسمِ جذامی اچھا
اور دی اُن کو بصارت جو تھے اُس سے عاری

حضرتِ موسیٰ نے حق سے یدِ بیضا پایا
نور کے چشمے ہوئے ہاتھ سے اُن کے جاری

سامنے آئی جو تصویرِ محمد میرے
خوبیاں اُس میں نظر آئیں یہ مجھ کو ساری

ہوش کھو بیٹھا بشیر اُس کا نظارہ کر کے
بے خودی میں یہ ہوُا شعر زباں پر جاری

"حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

بعد از خُدا بزرگ توئی قِصّہ مختصر

لاکھوں حسین دنیا میں آئے ہیں نظر
تیرے جمال کی ہے مگر شان ہی دِگر

یوسف کے رُعبِ حُسن نے کاٹی تھیں اُنگلیاں
اور مصطفیٰ کی اُنگلی نے شق کر دیا قمر

وہ کون جلوہ گر تھا تری ذات میں حضور
سجدہ جو آکے آپ کو کر جاتے تھے شجر

واللہ دو جہان میں اُن سا نہیں کوئی
گُستاخ کہہ رہے ہیں انہیں اپنا سا بشر

سجدہ ترا خدا کو بھی کرنا فضول ہے
جب تک جُھکے نہ پہلے درِ مصطفیٰ پہ سر

اے یارِ غار تیرے میں ایثار پر نثار
قربان مصطفیٰ پہ کیا جان و مال و زر

شیطاں کو آج ناز ہے اپنے عروج پر
اے کاش آج ہوتے کبھی حضرتِ عُمر

محبوبِ حق کی مدح میں جب تھک گیا بشیر
بے ساختہ کہا یہ پھر اس نے پکار کر
لَا یُمکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

تیرے صدقے میں ملیں ہم کو یہ اپنی جانیں
جانِ جاں تم پہ ہوں صدقے یہ ہماری جانیں

ذات تیری ہے نشاں ذات وصفاتِ حق کی
تیری اک شان سے ظاہر ہیں خدا کی شانیں

تری چشمانِ مبارک ہیں کرم کے چشمے
اور ترے کان ہیں فریاد رسی کی کانیں

گرچہ ایمان بھی لے آئیں خدا پر بندے
پھر بھی کافر ہیں وہ جب تک نہ تجھے بھی مانیں

رفعتِ نور بیاں کرلے بشیرِ خاکی
"فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا"

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

آوازِ سگاں

ہم منگتے ہیں احمد کے وہ داتا ہے ہمارا
جو مانگیں گے ہم اُس سے ہمیں دے گا وُہ پیارا

گر شور مچاتے ہیں یہ مُنکر تو مچائیں
"آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا"

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

دیوبند کے جشن صد سالہ میں جب اندرا گاندھی نے شرکت کی

ترا اے دیوبند اب کھُل گیا راز
کہ تیری اندرا گاندھی ہے دم ساز
تمہارے جشن میں وہ کیوں نہ آتی
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

محمد باعثِ تخلیقِ افلاک
محمد موردِ ارشادِ لولاک
کوئی اُن سا ہوا ہے اور نہ ہوگا
نظیر و مثل سے سرکار ہیں پاک
مگر نجدی کی جرأت کو تو دیکھو
اُنہیں مثل اپنی کہتا ہے یہ بیباک
بشیر اس جرأتِ نجدی پہ بولا
"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

بے مثل آقا صلے اللہ علیہ وسلم

سرورِ عالم نہ ہوں کیوں بے نظیر
مالک و مختار وہ اور ہم فقیر
بے ادب سرکار کا ہمسر نہ بن
"کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر"

آئینۂ حق نما صلے اللہ علیہ وسلم

حق نبی را حق نما آئینہ کرد
اس پہ رکھتے ہیں یقیں سب اہلِ درد
بے ادب! تُو اُن کو ناکارہ کہے
"حملہ بر خود می کنی اے سادہ مرد"

بدعقیدہ سے بچو!

جس کو ذکرِ شانِ احمد سے ہو کَد
اس کی میٹھی بات بھی کر دے تو رَد

حکمِ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ پہ چل
دور شو از اختلاطِ یارِ بَد

ذیابٌ فی ثیابٍ

ہیں بظاہر پارسا و حق پرست
اور بباطن بُغضِ احمد میں ہیں مست
دشمنِ احمد کی صورت پر نہ بھول
"اے بسا ابلیس آدم روئے ہست"

نرالی توحید

ذکرِ شہ سے نجدیوں کی جاں چلی
شرک و بدعت اُن کے ہاں ہر شے بھلی
اور پھر کہتے ہیں یہ توحید ہے
"گر ولی این است لعنت بر ولی"

حلوہ خوردن را روئے باید

کیسے حلوہ کھائے اُس کا روئے بد

جس کے دل میں مصطفٰے کا ہو حسد

نعتِ احمد پڑھ کے حلوہ کھائیے

"ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد"

کمالِ حُسن

تھی تاریکی جہاں بھر میں ترے بن

ترے جلوے سے روشن ہو گیا دِن

کمالِ حُسن کی تصویر ہے تُو

"خُلِقتَ مُبَرَّأً مِّن کُلِّ عَیبٍ"

تکبّر

درِ مصطفٰے پر جُھکا ہے جو فرد

بلندی کو وہ پا گیا نیک مرد

جو اِس در سے اُٹھا گرا اوندھے مُنہ

"تکبر عزازیل را خوار کرد"

ختمِ نبوت

ٹھیک کہتے ہو کہ ہے کافر و مُرتدّ و لعیں
وہ جو دروازہ نبوت کا نہیں مانتا بند
اپنی تحذیر بھی لیکن کبھی پڑھ کر دیکھی؛
"ایں گنا ہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

مرزائیوں سے خطاب

اُس طرف ہو قادیاں میں اِس طرف رَبوہ میں ہو
اُن کے بھی ہمراز ہو اور ہم سے بھی ہو ہمکلام
غالباً تیرے ہی حق میں ہے کوئی یوں کہہ گیا
"با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام"

وہ جو اپنوں کو چھوڑ کر غیروں سے جا ملے اُن سے خطاب

نکل آئے ہیں اب میداں میں سُنّی
ادھر آ اور شریکِ جنگ ہو جا
تو سُنّی ہے نہ غیروں میں نظر آ
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

دیگر

ادھر کہتے ہیں یوں سُنّی تو ہیں ہم
اُدھر غیروں سے بھی ملتے ہیں باہم
یہ صورت دیکھ کر میں بول اُٹھا
"من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد"

طلوعِ سحر

مبارک ہو مبارک ہو حبیبِ کبریا آئے
امام المرسلیں آئے نبیُّ الانبیاء آئے
برائے گمرہاں وہ مشعلِ راہِ ہُدیٰ آئے
مریضِ دردِ عصیاں کے لیے بن کر دوا آئے

وُہ مخدومِ دو عالم احمدِ مختار آیا آج
مُبارک ہو تجھے اُمت ترا غمخوار آیا آج

گُلستانِ جہاں بادِ خزاں سے سارا ویراں تھا
نہ غنچہ تھا نہ گل تھا اور نہ سنبل تھا نہ ریحاں تھا
ہوائیں گرم چلتی تھیں دلِ بُلبل پریشاں تھا
یہ سب کچھ تھا مگر پھر بھی خُدا اس کا نگہباں تھا

یکایک جوش میں وہ رحمتِ پروردگار آئی
کہ بطحا کی طرف سے باغ میں بادِ بہار آئی

بہار آئی پرندے اب چمن میں چہچہاتے ہیں
درختِ میوہ دار اب سر کو سجدے میں جُھکاتے ہیں
خدا کے گیت گاتے ہیں خوشی سے لہلہاتے ہیں
خوشی سے پھول بھی تو اب نہیں پھولے سماتے ہیں

کہیں ربِّ عُلیٰ ربِّ عُلیٰ کی خوش ندائیں ہیں
کہیں صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ کی خوش نوائیں ہیں

گلِ یکتا کھلا اس دن گلستانِ رسالت میں
نگینِ بے بہا اس دن لگا فصِّ نبوت میں

ہوئی تکمیلِ دیں جس سے وہ ختم الانبیا آئے
کمالاتِ نبوت کے جہاں میں منتہا آئے
وہ آئے عرشِ اعظم بھی ہے شاہد جن کی رفعت کا
اَلَم نَشرَح سے چلتا ہے پتہ سینے کی وسعت کا

وہ آئے جن کے سر باندھا گیا سہرا شفاعت کا
وہ آئے جن کے کوچے پر گماں ہوتا ہے جنت کا

وہ آئے ہم غریبوں کا جو ملجا ہیں سہارا ہیں
جو مظلوموں کے حامی ہیں جو بیچاروں کا چارا ہیں

کرو میلادِ آنحضرت پہ تم اظہار فرحت کا
کوئی منکر اگر فتویٰ انہیں دے شرک و بدعت کا

تو کہہ دو علم ہے اے بے ادب تیری عداوت کا
طریقہ ہے یہ اہلِ عشق یعنی اہلِ سُنّت کا

تجھے بھی نشہ ہوتا کاش حضرت کی محبت کا
خدا شاہد ہے دیتے تم کبھی فتویٰ نہ بدعت کا

تو سچ کہتا ہے منکر واسطے تیرے تو بدعت ہے
مگر جن کو حبیبِ حق سے الفت ہے محبت ہے
دلوں پر جن کے عشقِ مصطفائی کی حکومت ہے
میسّر آج کے دن ان کو ایماں کی حلاوت ہے

تو جا منکر بفدایانِ محمد کو ستانا چھوڑ
نبی کا عشق پیدا کر ہمیں مشرک بنانا چھوڑ

مکینِ گنبدِ خضریٰ میں سو جاں سے ترے قرباں
مری بھی ایک حسرت ہے مرے دل کا بھی ہے ارماں

مجھے بھی تجھ سے الفت ہے مرا بھی قلب ہے نالاں
نگاہِ لطف ہو میری طرف مجھ پر بھی ہو احساں

تمنا ہے ترے روضہ پہ میری بھی رسائی ہو
مری آنکھوں نے بھی وہ لذتِ دیدار پائی ہو

الٰہی میرے قلبِ مضطرب پر تیری رحمت ہو
مری اس چشمِ گریاں کے بھی حصہ میں زیارت ہو

میسر حاضری بطحا کی ہو میری یہ قسمت ہو
بہت حیراں رہا ہوں اے خدا اب دورِ فرقت ہو

رسولِ پاک کہتے ہیں کوئی مجھ کو سُنا جائے

بشیرِ منتظر بھی اب مدینہ کو چلا آئے[1]

---

[1] الحمد للہ میری دُعا سنی گئی۔ اور میں چھ مرتبہ مدینہ منورہ کی حاضری سے مشرف ہو چکا ہوں تین مرتبہ حج کیلئے گیا ہوں۔ اور تین مرتبہ عُمرہ کیلئے۔ تاہم تڑپ باقی ہے اور تمنا ہے کہ پھر حاضری نصیب ہو۔ آمین

خوب خوشیاں کیجئے

عیدِ میلاد النبی پر خوب خوشیاں کیجئے

رحمت و بخشش کے دن بخشش کا ساماں کیجئے

چشمِ ما روشن دلِ ما شاد کا دیجے ثبوت

بام و در کیجے مزین اور چراغاں کیجئے

مالکِ باغِ جناں آئے ہوئے دل باغ باغ

کوچہ و بازار صد رشکِ گلستاں کیجئے

محفلیں میلاد کی چاروں طرف ہوں منعقد

اُن کے ذکرِ پاک سے شیطاں کو حیراں کیجئے

منکرِ علمِ نبی کا جہل کیجے آشکار

سرورِ کونین کو ثابت ہمہ داں کیجئے

صاف ہے قرآں میں فرمانِ حق فَلْيَفْرَحُوْا

کوئی کچھ کہتا ہے تعمیلِ فرماں کیجیے

عقل کہتی ہے کہ اتنا خرچ کیوں کرتے ہیں آپ

عشق فرماتا ہے سب کچھ اُن پہ قرباں کیجیے

جن کے صدقے میں ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا

ان کے نامِ پاک پر صدقے دل و جاں کیجیے

ان کی آمد حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے

مانیے احسانِ حق اور شکرِ احساں کیجیے

جانِ ایماں ہے ادب اللہ کے محبوب کا

دیکھیے ضائع نہ گستاخی سے ایماں کیجیے

چھوڑیے مشرک مسلماں کو بنانا چھوڑیے

کافر و مشرک ہیں جو ان کو مسلماں کیجیے

اے شریکانِ جلوسِ عیدِ میلاد النبی

متحد رہنے کا اس دن عہد و پیماں کیجیے

مشکلیں پیدا ہوئی ہیں مغربی تہذیب سے

اتباعِ مصطفےٰ سے مشکل آساں کیجیے

دعویٔ اسلام رکھتے ہیں تو اپنے آپ کو

اپنے قول و فعل سے ثابت مسلماں کیجیے

آپ کی ہر نظم حق کی ترجماں ہے اے بشیرؔ

ایسی ہی لکھ لکھ کے نظمیں حق نمایاں کیجیے

ہم منائیں گے یہ روزِ پُر بہار

عید میلاد النبی پھر آ گئی ہر طرف اللہ کی رحمت چھا گئی
اہلِ دل کے دل خوشی سے کھل گئے اہلِ کیں کینے سے ہو بے دل گئے

سب خوشی سے پھولنے پھلنے لگے کچھ حسد کی آگ میں جلنے لگے
کیوں منائیں وہ نہ مانیں لاکھ بار ہم منائیں گے یہ روزِ پُر بہار

ہم ہیں نوری چاہتے ہیں نور ہی اور تم بہتر ہو اس سے دور ہی
محفلِ میلاد سے غافل نہ ہو یعنی اُن کی یاد سے غافل نہ ہو

کلمہ توحید ہے اِک امرِ خیر کفر ہے لیکن رسالت کے بغیر
جو زباں کرتی نہیں ذکرِ رسول وہ خدا کا نام لے تو ہے فضول

جلسۂ سیرت ہو یا میلاد ہو کوئی بھی صورت ہو اُن کی یاد ہو
خود کریں سیرت کا جلسہ منعقد محفلِ میلاد سے پھر کیسی ضد

دور تیری تلخیاں ہو جائیں گی کھا مٹھائی محفلِ میلاد کی
خود کھڑا ہو غیر کا دامن نہ تھام کر قیام اور پڑھ محمد پر سلام

کم نہیں ہم سے بشیر اپنا کلام
جس سے باطل کا گرا قلعہ تمام

معاذ اللہ یہ محفل ہے کنہیّا کے جَنَم جیسی

خُدا کی بندگی تو نام لینا مصطفٰے کا ہے
جو اس کو شرک کہتا ہے وہ کب بندہ خدا کا ہے

ہمارے واسطے ہے زندگی نعرہ رسالت کا
عدو کے واسطے لیکن یہ اٹم کا دھماکا ہے

معاذ اللہ یہ محفل ہے کنہیا کے جَنَم جیسی
یہ مفتی ہے کٹّر والنٹیئر ہندو سبھا کا ہے

مٹھائی محفلِ میلاد کی یہ کس طرح کھائے
کہ اس بدبخت کو چسکا تو کوّے کی غذا کا ہے

یہاں تفسیرِ "مازاغ البصر" سے چشمِ ما روشن
وہاں اندھوں میں فکرِ "زاغ" اور اس کی غذا کا ہے

سیہ رُو، تُند خو، اور سر منڈا اور سر بسر فتنہ
یہ گُستاخِ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

سنائے نہ کوئی لیسین مرتے دم بھی نجدی کو
کہ یہ منکر ندا کا اور اِس پر حرف "یا" کا ہے

فریبِ اہلِ باطل سے ہمیں آگاہ فرمایا
یہ اہلِ حق پہ احسان و کرم احمد رضا کا ہے

بشیر اشعار تیرے باعثِ تقویتِ حق ہیں
کہ انجکشن ترا ہر شعر باطل کی وبا کا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہٖ جمالہ

مسلماں کے لیے میلاد کا دن عید کا دن ہے

تعالیٰ اللہ کسی کا نور کیسی شان سے چمکا

منور ہو گیا ہے جس سے ذرہ ذرہ عالم کا

مسلماں کے لیے میلاد کا دن عید کا دن ہے

کئی ایسے ہیں جنکے حق میں ہے یہ دن محرّم کا

جو امرِ خیر پر بدعت کا فتویٰ تھوک دیتا ہے

ہے اُس خشکی کے ملاّ کو مرض بدعت کی بلغم کا

مٹھائی محفلِ میلاد کی کہتا ہے بدعت ہے

مگر بٹنے لگی جس دم تو لینے کو بھی آ دھمکا

خدا کے نور کو گستاخ اپنی مثل کہتا ہے

مماثل بن رہا ہے گندہ پانی آبِ زمزم کا

ہمارا نعرۂ تکبیر پھر نعرہ رسالت کا

دھماکا ہے کسی کے واسطے گویا یہ ایٹم کا

بشیر اپنی دعا ہے جب مروں تو نعرۂ آخر

ہو صلے اللہ علیک یا رسولَ اللہ وسلم کا

صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ

ساری مخلوق مسرّت میں نظر آئی ہے

اکبر الٰہ آبادی کی ایک رباعی ہے:

مہر و مہ خوش ہیں روز خوش شب خوش
وحشیٔ دشت خوش مہذب خوش
ہیں غرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

اس رباعی کا ترجمہ میں نے یوں کیا ہے:

جشنِ میلادِ نبی ہر جگہ ہوتا دیکھا
بدنصیبوں کا نصیبہ جو تھا سوتا دیکھا
ساری مخلوق مسرّت میں نظر آئی ہے
ایک ابلیسِ لعیں ہے جسے روتا دیکھا

جلسۂ میلاد شریف پر میں نے لکھا ہے:

یہ مدرسے، اسکول، یہ اخبار، رسالے
سرکار نے کھولے؟ کہ صحابہ نے نکالے؟
یہ مرغ مسلّم یہ متنجن کے نوالے
سرکار نے کب کھائے ہیں؟ کہ پیش حوالے
تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں جلسۂ میلاد بُرا ہے

یہ عید اللہ والیؐ ہے اور اللہ اِس کا والی ہے

ہماری عید میلاد النبی پھر آنے والی ہے
یہ عید اللہ والی ہے اور اللہ اس کا والی ہے

یہ عید اُس کی ولادت کی خوشی میں ہم مناتے ہیں
کہ جس کے در پہ ہر شاہ و گدا دیکھا سوالی ہے

اگر یہ دن نہ ہوتا تو نہ ہوتیں دونوں عیدیں بھی
حقیقت میں یہ عید اُن دونوں عیدوں سے بھی عالی ہے

جو اس دن بھی نظر آتا نہیں خوش تو سمجھ لیجے
کہ اس کا دل رسول اللہ کی اُلفت سے خالی ہے

۱۴؍ اگست اور ۱۲؍ ربیع الاوّل

گر چودہ اگست کو خوشیاں ساری سارے مل کے مناتے ہو
تو بارہ ربیع الاوّل کو کیوں خوشیوں سے گھبراتے ہو
گر چودہ اگست کو خرچ یہ سارا جائز ہے اور کرتے ہو
تو بارہ ربیع الاوّل کے دن خرچ سے کیوں تم ڈرتے ہو

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

رحمتِ دو جہاں بن کے وہ آ گیا   ہر طرف سے یہ آنے لگی ہے صدا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
سارے حور و ملک قدسیانِ فلک   کہہ رہے ہیں یہی مل کے سب برملا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

محبوبؐ ربؐ پیدا ہوئے

جنّتوں میں انسانوں میں بھی — حوروں میں غلمانوں میں بھی
چرچے یہی ہونے لگے — محبوبِ رب پیدا ہوئے

رحمت غریبوں پر ہوئی — شفقت یتیموں پر ہوئی
بیواؤں کے بھی دن پھرے — محبوبِ رب پیدا ہوئے

یہ عید ہے میلاد کی — ساعت مبارکباد کی
ہیں مومنوں کے دل کھلے — محبوبِ رب پیدا ہوئے

تجھ کو مبارک ہو بشیرؔ — پیدا ہوئے بدرِ منیر
تاریکیوں کے دن گئے — محبوبِ رب پیدا ہوئے

شیطان۔ اُلّو اور کوّا

جب پیدا شہِ ابرار ہوئے — سب بچ گئے سارے پار ہوئے
شیطان کا بیڑا غرق ہوا — لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ

ہوئی نورِ خدا کی جلوہ گری — تو روشنی ہر سو پھیل گئی
بیچارہ اُلّو چھپنے لگا — لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ

جو بہار کا موسم آتا ہے — تو بُلبُل نغمے گاتا ہے
کوّے کو بہار سے مطلب کیا — لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ قدر حسنہ و جمالہ

جانِ ایمان

ایک مستند روائت کا منظوم ترجمہ

ہے روائت[۱] سرورِ کونین محبوبِ خدا
باعثِ ایجادِ عالم مشعلِ راہِ ہدےٰ

زینتِ بزمِ رسل صدرِ حسینانِ جہاں
جن کی فرقت کا قمر بھی دل میں رکھتا ہے نشاں

جو گلستانِ نبوت کے ہیں اک بے مثل پھول
وہ جو نبیوں کے نبی ہیں اور رسولوں کے رسول

اک جھلک ہے جن کی پیشانی شمسِ پُر ضیا
اور جن کا آسمانی چاند ہے اِک نقشِ پا

وہ جنہیں پیار و محبت سے بلاتا ہے خُدا
وہ مِرے آقا مِرے پیارے محمد مصطفےٰ

[۱] جامع المعجزات مطبوعہ مصر

ایک دن تھے جلوہ فرما اپنی مسجد میں حضور
اور تھے موجود واں اصحاب بھی با صد سرور

یوں نظر آتے تھے اپنے دوستوں میں مصطفٰے
جس طرح ہو آسماں پر چاند تاروں میں گھرا

حضرتِ روح الامیں حاضر ہوئے دربار میں
اور اِک قصہ بیاں کرنے لگے سرکار میں

عرض کی اے کہ ترا رتبہ سوا عالم سے ہے
اے کہ میری عزت و عظمت تمہارے دم سے ہے

اے کہ نامِ پاک ہے پیارے ترا جانِ حیات
تو اگر پیدا نہ ہوتا تو نہ ہوتی کائنات

آپ کی معراج سے پہلے اے میرے تاجِ سر
اک فرشتہ آسمانوں پر مجھے آیا نظر

اک مرصع تخت پر بیٹھا ہوا تھا ذی وقار
اور فرشتے تخت کے ماحول تھے ستر ہزار

سامنے اس کے کھڑے تھے صف پہ صف باندھے ہوئے
حق تعالیٰ نے بڑی عزت عطا کی تھی اُسے

تھا یہ حاکم اور ہر اک اُن میں سے محکوم تھا
تھے وہ سارے اس کے خادم اور یہ مخدوم تھا

وہ فرشتے مقتدی تھے اور یہ ان کا امام
کر رہے تھے ذکرِ حق مل کر یہی تھا ان کا کام

اب کہ میں جو ایک دن گزرا ہوں کوہِ قاف سے
اک بڑا حیران کن منظر نظر آیا مجھے

دیکھتا ہوں کیا کہ اک آواز دردانگیز ہے
دل کے ٹکڑے کرنے میں تلوار سے بھی تیز ہے

گریہ وزاری میں ہے کوئی بہت اندوہگیں
رو رہا ہے اور رونا اس کا تھمتا ہی نہیں

کہہ رہا ہے میرے مولا میری لغزش بخش دے
ہاں خطا مجھ سے ہوئی ہے مانتا ہوں میں اے

کر رہا ہے التجائیں حق سے با عجز و نیاز
میرے آقا میری دانش میں نہ آیا کچھ یہ راز

میں بڑھا آگے کہ دیکھوں تو سہی کیا راز ہے
کون ہے یہ رونے والا کس کی یہ آواز ہے

اللہ اللہ رب کے بھی کیا بے نیازی کے ہیں کام
یا نبی یہ تھا وہی جو تھا فرشتوں کا امام

تخت پر دیکھا تھا اس کو ایک دن افلاک پر
اور اس دن دیکھتا ہوں رو رہا ہے خاک پر

اس کے خادم تھے فرشتے ایک دن ستر ہزار
آج یاں تنہا پڑا ہے کوئی حامی ہے نہ یار

میں نے اس سے جا کے پوچھا کیوں ہوا تیرا یہ حال
کس لیے آیا ہے تجھ پر اے فرشتے یہ زوال

رو کے پھر کہنے لگا مجھ سے کہ اے رُوح الامیں
اب کسی صورت وہ ہائے وقت ہاتھ آتا نہیں

لیلۃُ المعراج کو بیٹھا تھا اپنے تخت پر
میرے آگے سے ہُوا اُن کی سواری کا گزُر

محو ذکرِ حق میں ہو کر لے رہا تھا رب کا نام
بہرِ تعظیمِ محمد رہ گیا مجھ سے قیام

بس یہی لغزش ہوئی میرے لیے وجہِ وبال
آگیا اپنی جلالیت میں ربِّ ذوالجلال

حکم فرمایا نکل جا اے فرشتے پُر غرور
کیوں نہ کی تعظیم آیا سامنے جب میرا نُور

یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

وہ عبادت ہی نہیں جس میں نہ ہو حُبِّ رسُول
جن میں بو پائی نہیں جاتی وہ ہیں کاغذ کے پھول

ذکر میرے میں کوئی دن رات گر مشغول ہے
تارکِ تعظیمِ احمد ہے تو نا مقبول ہے

تخت سے مجھ کو اتارا اور یہاں پھینکا مجھے

رونا ہے میرے لیے اب میں ہوں رونے کیلئے

اب بتا مجھ کو اے جبریلِ امیں میں کیا کروں

یونہی کیا مغضوبِ حق ہو کر یہاں روتا رہوں

تو ہی میری مغفرت کی کر دعا روح الامیں

بخشدے مجھ کو خدا بہرِ شفیع المذنبیں

مجھ کو آیا رحم میں نے عرض کی اللہ سے

یاالٰہی رحم فرما اور اس کو بخش دے

یارسول اللہ ترے صدقہ میں یہ میری دعا

حق تعالیٰ نے سنی اور حکم مجھ کو یوں دیا

اس سے کہہ دو چاہتے ہو تم اگر بخشش مری

گر تجھے منظور ہے کہ بخش دوں لغزش تری

تم اگر یہ چاہتے ہو رحمتوں کا ہو ورود

تو مرے محبوب پر اک بار پڑھ ڈالو درود

اس نے جب مجھ سے سنا یہ تو ہوا مسرور وہ

اپنے رنج و غم بھی سب کرنے لگا پھر دور وہ

مغفرت کا وعدہ سن کر اب بڑا خورسند تھا

یارسول اللہ اب رونا بھی اس کا بند تھا

شوق سے پڑھنے لگا پیارے وہ پھر تجھ پر درود

بس تھا پھر کیا اس پہ راضی ہو گیا ربِ ودود

آج میں نے پھر اُسے دیکھا ہے اپنے تخت پر

پڑھتا رہتا ہے درود اب آپ پر وہ بیشتر

اے بشیرؔ اس واقعہ میں یہ سبق موجود ہے

کہ بجز حُبِّ نبی ذکرِ خدا مردود ہے

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں

فتح مکہ سے دوسرے دن کا ذکر ہے۔ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے فضالہ ابن عمیر نے موقع دیکھ کر ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دے۔ اس ارادہ سے خنجر بکف حضور کے پیچھے پیچھے چلنے لگا

دل میں فضالہ نے کہا　　اس دم ہیں تنہا مصطفےٰ
ہیں آگے آگے وہ اگر　　پیچھے کی اُن کو کیا خبر؟

کافر کو اس کی کیا خبر　　ہوتا نبی ہے باخبر
سوچا فضالہ نے وہاں　　موقعہ ملے گا پھر کہاں

پیچھے سے خنجر مار دوں　　فرض اپنا سر سے اُتار دوں
آیا جو دل میں یہ خیال　　سوچا کہ خنجر لوں نکال

رُخ پھیر کر سرکار نے　　اُس احمدِ مختار نے
ہنس کر فضالہ سے کہا　　سوچا ہے دل میں تو نے کیا؟

میرا نگہباں ہے خُدا　　تو کیا بگاڑے گا مرا
خنجر یہ تیرے ہاتھ ہے　　اللہ وہ میرے ساتھ ہے

آگے بڑھے پھر مصطفےٰ　　سینے سے سینے کو لگا
دل نور سے سب بھر دیا　　اور دور کینہ کر دیا

کافر وہیں رونے لگا　　اور اپنا دل دھونے لگا
آنکھوں سے آنسو تھے رواں　　اور کہہ رہی تھی یوں زباں

اے شاہِ کل عالی مقام　　میں بن گیا تیرا غلام
اپنا بنا لیجے مجھے　　کلمہ پڑھا دیجے مجھے

شب تھی سویرا ہو گیا　　اب سے میں تیرا ہو گیا
اللہ مہرباں ہو گیا　　اور وہ مسلماں ہو گیا

(رحمۃ للعالمین)

حجّاج کرام کی روانگی کے موقع پر

جدھر دیکھو مدینے آنے جانے ہی کی باتیں ہیں
بڑا ہی یہ مبارک ہے مہینہ یارسول اللہ

نہ پھولوں کو مہک ملتی نہ خوشبو عطر میں ہوتی
ترا پیدا نہ ہوتا گر پسینہ یارسول اللہ

میں مکہ سے انگوٹھی حج کی لایا ہوں مدینے میں
کہ اس میں اب لگا دے تو نگینہ یارسول اللہ

جانِ حج

ہزاروں درود اور ہزاروں سلام
بروئے محمدؐ علیہ السلام

کوئی کام بگڑے نہ سدھرے اگر
تو فوراً وہیں لو محمدؐ کا نام

ترے سارے اعمال بے کار ہیں
نبی کا جو دل میں نہیں احترام

یہی جانِ حج تھا خدا کی قسم
کیا آٹھ دن جو مدینے قیام

یا رسول اللہ

ترا دربار ہے دربارِ عالی — سنہری ہے ترے روضے کی جالی
کھڑا ہے سامنے تیرا سوالی — رہے جھولی نہ اب اس کی بھی خالی

شبِ معراج حکمِ حق

حکم ہے میرا میرے فرشتو — نارِ جہنم آج بجھا دو
جنت کے دروازے کھولو — صلے اللہ علیہ وسلم
امت کو بخشانے والا — جنت میں لے جانیوالا
آج ہے اوپر آنے والا — صلے اللہ علیہ وسلم
حور و غلماں اور فرشتے — ان کے استقبال کو آئے
پڑھ رہے تھے مل کر سارے — صلی اللہ علیہ وسلم

اَغِثنی یَارَسُولَ اللہ اَغِثنی

بروزِ حشر جب ہوں گا میں پیاسا — سوا نیزے پہ جب سورج یہ ہوگا
کروں گا میں اسی دم استغاثہ — اَغِثنی یَارَسُولَ اللہ اَغِثنی
حضور اُمت پہ ایسا وقت آیا — کوئی بنتا نہیں ہے اب کسی کا
ہمیں ہے آپ ہی کا اک سہارا — اَغِثنی یَارَسُولَ اللہ اَغِثنی
گنہ گاروں کو آ کر اب سنبھالو — جلالِ حق تعالیٰ سے بچا لو
ہمیں اب اپنی کملی میں چھپا لو — اَغِثنی یَارَسُولَ اللہ اَغِثنی

اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

فریاد میری سنتے ہیں سرکارِ دو جہاں
شہرِ مدینہ تک مری آہ و فغاں گئی

پولیس سے مدد کے لیے تھانے کیوں گئے؟
اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن تمہاری کہاں گئی

تَرَحَّمْ یَارَسُوْلَ اللہ تَرَحَّمْ

حضور امداد کا وقت آگیا ہے
تری اُمت گرفتارِ بلا ہے
کہاں جائیں ترا در چھوڑ کر ہم
تَرَحَّمْ یَارَسُوْلَ اللہ تَرَحَّمْ

گنہ گاروں نے محشر میں جو دیکھا
شفاعت کے لیے آئے ہیں آقا
تو سب عاصی پکار اُٹھے اسی دم
تَرَحَّمْ یَارَسُوْلَ اللہ تَرَحَّمْ

جسے تسلیم ہے عظمت نبی کی
جسے درکار ہے رحمت نبی کی
کہے گا وہ یہی باچشمِ پُرنم
تَرَحَّمْ یَارَسُوْلَ اللہ تَرَحَّمْ

مری فریاد ہے اپنے نبی سے
مجھے اِس امر سے کیوں کوئی روکے
یہی کہتا رہوں گا میں، تو ہردم
تَرَحَّمْ یَارَسُوْلَ اللہ تَرَحَّمْ

یا مُصطفےٰ یا مُصطفےٰ

محشر میں مَیں بے یار تھا — کوئی نہیں غم خوار تھا
گھبرا کے میں نے یوں کہا — یا مُصطفےٰ یا مُصطفےٰ

میری مدد کے واسطے — سرکار فوراً آ گئے
میں نے خوشی سے پھر کہا — یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ

عرض آپ سے کرتا ہوں میں — مجرم ہوں مَیں ڈرتا ہوں میں
کملی میں اپنی لیں چھپا — یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ

لے کر اُٹھا تھا میں گناہ — سرکار نے دے دی پناہ
میں بچ گیا میں بچ گیا — یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ

ناخُدا

بخدا حضور کو میں خدا مانتا نہیں
ہاں ناخدا ضرور ہیں اس میں خطا نہیں
بیشک خدا نہیں ہیں وُہ ابنِ خدا نہیں
اس کے سوا حضور بتاؤ کہ کیا نہیں

داتا کے پاس

کہتے تو ہیں یہی کوئی حاجت روا نہیں
ہے اُن میں کوئی جو کبھی تھانے گیا نہیں
داتا کے پاس میں گیا تھانے میں تُو گیا
تُو گر بُرا نہیں ہے تو میں بھی بُرا نہیں

دیگر

ہر بیٹا اپنے باپ کا کھاتا ہے دیکھئے
ہر باپ اپنے بیٹے کا داتا ہے دیکھئے
داتا کے پاس جانے کو کہتا ہے شرک جو
مشکل کے وقت تھانے میں جاتا ہے دیکھئے

نورانی پسینہ

ایماں کا تقاضہ ہے باتیں ہوں مدینے کی
یہ باتیں ہی ایسی ہیں ٹھنڈک ہیں جو سینے کی
کستوری و عنبر سے خوشبو ہے بہت بڑھ کر
سرکارِ دو عالم کے نورانی پسینے کی

نامِ مصطفٰے چومے

مرزائیوں کے خلاف صدر ضیاء الحق نے آرڈیننس جاری کیا تو غیر مقلد وہابیوں کے مولوی عبدالقادر روپڑی نے صدر کے ہاتھ چومے۔ اس پر یہ شعر کہے گئے

جو دیکھا ہم نے بُلبُل کو تو وہ منہ پھول کا چومے
اور عاشق کو جو دیکھا یار کا وہ نقشِ پا چومے
خوشامد چاپلوسی سے کوئی دستِ ضیاء چومے
مگر سُنّی ہے خوش قسمت کہ نامِ مصطفٰے چومے

تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا

تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا

ربِ معطی ہے وہ ہیں قاسم
سارا جہاں محتاج ہے اُن کا

اُن کی رفعت کیوں نہ مانیں
پیشِ نظر معراج ہے اُن کا

کل وہ اس کے شافع ہوں گے
دِل سے ہُوا جو آج ہے اُن کا

جن کے دلوں میں پیار ہے اُن کا
بیڑہ سمجھو پار ہے اُن کا

اُن کا ادب ہے ضامنِ جنت
بے ادب فی النار ہے اُن کا

اُن کا ادب جو کرتے نہیں ہیں
کلمہ بھی بے کار ہے اُن کا

زمین و آسمان کا مکالمہ

آسمان: دیکھ اے زمین مجھ پر شمس و قمر ہیں روشن
زمین: دیکھ آسمان مجھ پر ہیں پھول اور گلشن
آسمان: مجھ پر ہے آبِ کوثر مجھ سے بہت ہے تو کم
زمین: تجھ سے نہیں ہوں میں کم ہے مجھ پر آبِ زمزم
آسمان: جبریل ہر فرشتے سے ذی وقار مجھ پر
زمین: اور بہترینِ اُمت ہے یارِ غار مجھ پر
آسمان: جنت کے باغ میں ہیں گل سبز و لال مجھ پر
زمین: گل سبز و لال تجھ پر زہرا کا لال مجھ پر
آسمان: بجلی نے گر کے مجھ سے تجھے ٹکڑے کر دیا ہے

زمین: مجھ پر سے مصطفٰے نے تراچاند شق کیا ہے

آسمان: فرعون بولہب اور ہامان تجھ سے نکلا

زمین: پَر ان کا پیر و مُرشد شیطان تجھ سے نکلا

آسمان: جنت ہے مجھ پہ جس میں ہے نور اور اُجالا

زمین: مجھ پر ہے سبز گنبد جس میں ہے کملی والا

دِن اچھا کہ رات؟

دن : میں گر نہ ہوتا کوئی کیسے کماتا کھاتا؟

رات : میں گر نہ ہوتی کوئی آرام کیسے پاتا؟

دن : مجھ میں چمک ہے دیکھو اُس چہرۂ نبی کی

رات : مجھ میں جھلک ہے دیکھو زُلفِ محمّدی کی

دن : صد شکر مجھ کو نسبت حُسن و جمال سے ہے

رات : صد شکر مجھ کو نسبت حضرت بلال سے ہے

دن : جمعہ کا وقت مجھ میں روزِ سرور مجھ میں

رات : شبِ قدر اور تہجد کا وقتِ نُور مجھ میں

دن : میلادِ مصطفیٰ کی برکت ہے میرے اندر

رات : معراجِ مصطفیٰ کی رفعت ہے میرے اندر

دن : میں گر نہ ہوتا دنیا کیسے یہ عید پاتی؛

رات : میں چاند نہ دکھاتی تو عید کیسے آتی؟

میرا رسُولؐ دونوں جہاں کا رسُولؐ ہے

نعتِ رسول لکھنا ہمارا اصول ہے
خوشنودئ خدا کا اسی سے حصول ہے

ارشادِ مصطفیٰ پہ تو قربان عقل کر
اُن کا جو حکم ہو تو یہ کہہ دے قبول ہے

میرے رسولِ پاک کے دونوں جہان ہیں
میرا رسول دونوں جہاں کا رسول ہے

آتی نہیں نظر جسے عظمت حدیث کی
آنکھوں میں اس کی ڈال دی یورپ نے دھول ہے

سرِ خدا کے واسطے دِل مصطفٰےؐ کے واسطے

جانور پیدا ہوئے تیری وفا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

جان تو ایمان کی ہے جان حُبِّ مصطفٰے
اور بجز حُبِّ نبی مردود ہے ذکرِ خدا
سجدہ کرنا ہے تو یُوں کر کہ ہو سجدہ میں جُھکا
سرِ خدا کے واسطے دِل مصطفٰے کے واسطے

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں میں گروں
اور فرشتے گر اُٹھائیں تو میں اُن سے یوں کہوں

کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اُٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلرُبا کے واسطے

قیامؒ

منکر بھی بھاگ جانے کو فوراً کھڑا ہوا
جب ہم کھڑے ہوئے کہ پڑھیں مل کے سب سلام
"ہونا کھڑا" یہی تو ہے معنیٰ قیام کا
مُنکر سے بھی کرا لیا اللہ نے قیام

سلام

نبیوں کے سرور و امام   تجھ پر درود اور سلام
کہتے ہیں مل کے ہم تمام   تجھ پر درود اور سلام

مشکل جو آ پڑی کبھی   تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام   تجھ پر درود اور سلام

تیری ادا ادائے حق   تیری قضا، قضائے حق
وحیِ خدا ترا کلام   تجھ پر درود اور سلام

در پہ ترے جو آئے گا   جھولیاں بھر کے جائے گا
جود و کرم ہے تیرا عام   تجھ پر درود اور سلام

حشر کے دن لگے گی پیاس   آئیں گے سارے تیرے پاس
مجھ کو بھی دینا ایک جام   تجھ پر درود اور سلام

مانا گناہ گار ہیں   اور ذلیل و خوار ہیں
تیرے ہیں پر ترے غلام   تجھ پر درود اور سلام

اپنے بشیر کو بھی اب   پاس بلا کسی سبب
اس کا بھی ہو کچھ انتظام   تجھ پر درود اور سلام

بزبان
پنجابی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ردِّ وہابیہ

کیہہ اُس دی شان بیان ہووے — جیہڑا عرشاں دا مہمان ہووے
جبریل بھی جس دا ہووے گدا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اس شان دے نال حضور آئے — اوہ بن کے مجسّم نور آئے
کل عالم نور و نور ہویا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جیہڑا نور نبی نوں مَنّے ناں — او کدے بھی لگے بَنّے ناں
او وِچ انھیریاں غرق ہویا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کدے چانن دے ول جاناں ناں — کدے نور نوں منناں مناناں ناں
ایک مسلک چام چڑکاں دا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جدا ذکر خدا بلند کرے — کیہڑا اجیاں اس نوں بند کرے
اس ذکر دا حافظ آپ خدا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

توں ذکرِ نبی نہیں سڑنا چھڈ — یا کلمہ نبی دا پڑھنا چھڈ
جیہڑا کلمہ پڑھے اونہیں سڑدا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

اساں لایاں ٹُوپیاں جھنڈیاں نیں — تے مٹھائیاں وی اساں ونڈیاں نیں
ایہہ جشن ہے کملی والے دا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

اوہ جلوہ اُس دیاں چمکاں دا — ایہہ صدقہ اوہدیاں قدماں دا
تک جلوہ نالے صدقہ کھا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

اساں چوک بازار سجائے نیں — سب پلیوں پیسے لائے نیں
مُڑ تینوں دس کیوں وٹ پیا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

سانوں جشنِ میلاد مناون دے — سانوں گیت حضور دے گاون دے
پرے ہٹ نہ توں وچ ٹنگ اڑا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

میلاد دا اُن کے ذکرو بیاں — اُسی وچ قیام وے اُچے آں
تے کِسے دا اُٹھ بیٹھ گیا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

اِس منکرِ "یا" نوں مرن دیو — یٰسین وی ہُن نہ پڑھن دیو
یٰسین وے اُتے بھی ہے "یا" — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

شیرینی دا جلوہ میرے لئی — شبرات دا حلوہ میرے لئی
توں کاں دا قیمہ بھُن کے کھا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

اوہ دن بشیر پھر آون گے — تینوں فیر حضور بُلاون گے
توں دلوں بجانوں منگ دُعا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

رَدِّ رفض

وچ دنیا بُت پرستی سی — وچ شرک دے ہر اک وستی سی
اللہ دا کسے نوں نہیں سی پتا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

تشریف حضور جو لے آندی — تقدیر بدل گئی بندیاں دی
ہر اک ایہہ کلمہ پڑھن لگا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

جنہاں پہلاں ایمان قبول کیتا — اُتے راضی رب دا رسول کیتا
اوہ پاک گروہ ہے صحابہ دا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

سب یار نبی دے اُچّے نیں — او ہیرے موتی سُچّے نیں
ہے گاہک انہاں دا آپ خُدا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

جیہڑا دشمن یار صدیق دا اے — گھر دوزخ اُس زندیق دا اے
بوجہل دا او سکّا اے بھرا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

جیہڑا ویری عُمر خطاب دا اے — اوہ لائق رب دے عذاب دا اے
توں اپنے آپ نوں اُس تھیں بچا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

بڑی شان مرے عثمان دی اے — اِک دنیا ایہہ گل جان دی اے
دو دِھیّاں نبی دیاں ہویاں عطا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

ذرا سُن ایہہ کیہہ پیا بک دا اے — بھلا ایہہ وی کدے ہو سکدا اے
حق اپنا کھُوالے شیرِ خُدا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

جیہڑے دشمن لوکاں پاکاں دے — اُتے ویری نبی دے ساکاں دے
نہ یاری نال اوہناں دے لا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

کیوں پٹنا ایں حُسین شہید نوں توُں — جے پٹناں ای پِٹ یزید نوں توُں
جس کیتا حُسین تے ظُلم وجفا — لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

ایہہ پٹناں چنگا تاں مناں — کدی اپنیاں نوں بھی پٹ چناں
کدے اپنے گھر بھی سیاپا لا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جہنوں کوئی سچا غم ہووے — اوہ نال سراں دے کد روے
ایہہ سارا شور ہے مکرو ریا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اسی تیر اکہ ایہہ جان دے ہاں — توں اُنوں لیں حسین داناں
تے دل وچ وے تے زردہ پایا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اصحاب دا جس وچ ڈیرہ ہویا — اس چھاتی تے نازل قہر ہویا
نگی چھریاں نال اونہوں ملن سزا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کڈ گالاں نبی دے یاراں نوں — اونہاں جنت دے حقداراں نوں
تینوں سبق پڑھا گیا ابن سبا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اونہاں صدقے جاناں کیتیاں نیں — توں بھنگاں چرساں پیتیاں نیں
وچ نشے دے بکناں ایں گند بلا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

گھوڑے سے خطاب

اج گھوڑیا تیریاں ٹوراں نیں — کل ٹانگے اگے دوڑاں نیں
کل توں نہیں رہنا ذوالجناح — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اج خدمت خوب کرالے توں — اج چنگا چوکھا کھالے توں
کل اوہو اڈہ ادھوای گھا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اج تیرے تے چادر پائی نیں — تری چھم چھم شان ودھائی نیں
کل ننگے پنڈے چھانٹے کھا — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

رافضیؓ سے خطابؓ

اَج من لے تُوں بشیرؔ دی گل — توں امام حُسین دے راہ تے چل
اوہ راہ ای راہِ صبر و رضا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ساڈا کم تینوں سمجھانا ایں — جے مَن لیویں تے سیانا ایں
جے ناں منیں تے کھسماں نوں کھا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

شانِ اولیاءؒ اور عُرس

اے جلسہ عرسِ مقدس دا — ایتھے رحمت دا ہے مینہ وَسدا
جو آیا اوہ سرسبز ہویا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اَسی کرنے آں عرس بزرگاں دا — کدے عُرس نئیں ہوندا گُرگاں دا
کدے گاندھی دا نئیں عرس ہویا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

بَن خادم رب دے وَلیاں دا — اَتے منگتا اُنہاں دیاں گلیاں دا
رب اینہاں دے صدقے ہے دیندا — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کیوں ولیاں نال توں کھیناں ایں   کیوں رب نال ٹکرّ لیناں ایں
ڈر اللہ کولوں بے خوفا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

ایہہ پیر تے اک وسیلہ اے   رب کولوں لین دا حیلہ اے
بن حیلیوں کجھ بھی نہیں ملدا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

ساتوں پیرے کول بے وِہناں ایں   تے جھٹ ایہہ فتویٰ دینا ایں
تُساں پیر نوں دِتّا ربّ بنا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

خود مشکل وچ جد پھسناں ایں   کیوں تھانے دے ول نسناں ایں
دس تھانیدار ہے تیرا خُدا؟   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

جو چوں یاراں تھیں دور ہووے   بھاویں سید بھی مشہور ہووے
اوہنوں کدے نہ اپنا پیر بنا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

دم بھرن حسین شہید دا نیں   کم کردے سارا یزید دا نیں
توں اینہاں تھیں اپنا آپ بچا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

ایہہ بھنگاں چرساں پینا چھڈ   ایہہ بُغض حسد تے کینہ چھڈ
رکھ منہ تے سینہ پاک صفا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

ایہہ وعظ بشیر سنایا ای   دس کجھ سمجھ وچ آیا ای
ایہہ وعظ توں پلّے بنھ کے جا   لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

محمدٌ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

اسس نام نوُں سُن کے میں چُمّاں — اس ناں دیاں پیّاں نیں دُھماں
شان اس دی سب تھیں بالا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

اے ناں وے اُچّیاں شاناں دا — ایہہ چانن دُوآں جہاناں دا
وچہ قبر بھی اس دا اجالا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

اس ناں دیاں بڑیاں شاناں نیں — قربان ایدے توں جاناں نیں
ایدا طالب حق تعالیٰ اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

جیہڑا منکر اس دی شان دا اے — گھر دوزخ اُس شیطان دا اے
منہ دوہیں جہانیں کالا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

اس ناں نوُں نور نہ کیوں مّناں — جنّوں نظر نہ آوے بے انّاں
اوہدی اکھ وچہ بُغض دا جالا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

جیہڑا سبز گنبد نوُں ویکھ آیا — اوہ اپنے بنا کے لیکھ آیا
اوہ بڑا ای کرماں والا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

کِڈّا سوہنا شہر مدینہ اے — اوتھے مرجانا بھی جینا اے
اوتھے رات نوں بھی اُجالا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

ایہہ کراں بشیر دعاواں میں — ہر سال مدینے جاواں میں
جتھے رہندا کملی والا اے — کِڈّا نامِ محمدّ اعلیٰ اے

میں ہر دم تیریاں نعتاں سُناواں یارسُول اللہ

میں ہر دم تیریاں نعتاں سُناواں یارسول اللہ
خدادی تیریاں کردا سُناواں یارسول اللہ

دنے راتیں میں تیرے گیت گاواں یارسول اللہ
کیہہ جانن سار گیتاں دی لے گاواں یارسول اللہ

قسم عشق و محبت دی میں چانواں یارسول اللہ
تری محفل سجاواں نال چانواں یارسول اللہ

میں تاں میلاد دا ایہہ دن مناواں یارسول اللہ
ترا ناں لے کے میں رب نوں مناواں یارسول اللہ

میں کردا سُنتِ حق نوں اداواں یارسول اللہ
بیاں میں تیریاں کرناں اداواں یارسول اللہ

میں نجدی مارتائیں مار داواں یارسول اللہ
جدوں میں تیرا نعرہ ماردا واں یارسول اللہ

مرے وتوں خطاواں ای خطاواں یارسول اللہ
ترے وتوں عطاواں ای عطاواں یارسول اللہ

خدا تینوں سناندا اے خدائی دی توں سُننا ایں
میں اپنے دُکھ نہ کیوں تینوں سُناواں یارسول اللہ

میں دین و دنیا دی دولت تھیں مالا مال ہویا آں
ترے دردا میں منگتا تے گداواں یارسول اللہ

توں ہر اعلیٰ تھیں اعلیٰ ایں تے ہر بالا تھیں بالا ایں
ترے ناں تو تصدق پیو تے ماواں یارسول اللہ

زمیں اسماں سجائے نیں خدا نے اک تری خاطر
نہ کیوں بازار گلیاں میں سجاواں یارسول اللہ

خبر میلاد دی سُن کے بہت شیطان رویا سی
تے اج بھی روناایں اس دے بھراواں یارسول اللہ

ترا ناں لین تھیں سڑدے نیں تے میں ناں تیرا لے کے

ایہناں دی ہور بھی ایہہ اگ پُجھاواں یا رسول اللہ

ترا نامِ مبارک سُن کے جس نوں سُول پے جاوے

میں اُس بدبخت نوں سولی چڑھاواں یا رسول اللہ

میرے لیکھاں دے وچ اللہ نے تیرا پیار لکھیا اے

میں یا اللہ لکھا کے پھر لکھاواں یا رسول اللہ

میں منیاں میں نہیں چنگا پر ایہہ بھی تے حقیقت اے

ترا واں یا رسول اللہ ترا واں یا رسول اللہ

ہے کعبہ دے دوّلے عشقِ حق دی موجزن گرمی

ترے روضے دیاں ٹھنڈیاں نیں چھاواں یا رسول اللہ

رَدِّ رفض

میں تیری آل توں صدقے ترے اصحاب توں قرباں

میں تیرے چار یاراں توں فداواں یا رسول اللہ

میں آل اصحاب دوہاں دا دلوں جانوں فدائی آں

خروج و رفض دوہاں تھیں جداواں یا رسول اللہ

ترے یاراں دے دشمن اپنی قسمت وچ لکھا بیٹھے

زنجیراں چھریاں تھپّے تے فغاواں یا رسول اللہ

میں مومن ہاں امان وامن دا میں درس دینا ہاں

نہ خود پٹّاں نہ دوجے نوں پٹاواں یا رسول اللہ

یہودی، روسی، ہندو پئے مسلمان نوں رواندے نیں

مسلماں کا ہدا جے میں بھی رُلاواں یا رسول اللہ

بشیر اپنے دی سُن لو ایس دی بس ایہہ تمنا اے

مدینے جاواں آواں آواں جاواں یا رسول اللہ

نجدیّت

جنہاں نوں نجدیت دی کھُرک پے جاندی اے اونہاں لئی
بریلی وِچوں منگوایا اے پھاواں یا رسول اللہ
اے سُوجی نہیں بجھدی تے ایہہ بجھ جاندا پہلوں ای
میں جد شبرات دا حلوہ پکاواں یارسول اللہ
ایہدے لئی حلوہ موہرا اے ایہدے لئی کاں دا شورا اے
ایہہ شورا پیوے تے میں حلوہ کھاواں یارسول اللہ
مِٹھے دے ویری نوں شب قدر دا حلوہ میں کیوں دیواں
چِرَیتا گھول کے اس نوں پلاواں یارسول اللہ
ڈرونی شکل رنگ کالا تے منہ ڈِنگا تے سر مُیناں
ترے گستاخ دا حُلیہ وکھاواں یا رسول اللہ

ڈرونی شکل اس دی دیکھ کے بچے نیں ڈر جاندے
ایہہ کتھوں آ گیاں ایتھے بلاواں یا رسول اللہ
ایہدے مُنّے ہوئے سر تے تڑا تڑ مار دا جاواں
ہزاراں جُتّیاں، کھُتّے، کھڑاواں یا رسول اللہ
ترے جشنِ مبارک وچ کوئی منکر نہیں دِسدا
گیّاں اندراں دے وچ ڈکیاں بلاواں یارسول اللہ
ہمیشہ بُلبُلاں نغمہ سرائی کردیاں رہنا
تے کاں کاں کردیاں رہنا اے کاواں یارسول اللہ

تبلیغی ٹولہ

اساں وچہ رائے ونڈ دے ویکھیا ہر سال ایہہ منظر
ہےئن جِنیاں ہویاں کُٹھیاں بلاواں یارسول اللہ

پھرا کے اُسترا سِر تے چُکا کے بستر ا سِر تے

گھروں کڈیا نکمّے نوں بھراواں یارسول اللہ

کدے تبلیغ لئی ایہہ کنجراں دے گھروی جاون خاں

سکھاون بے حیاواں نوں حیاواں یارسول اللہ

کرن تبلیغ جا کے منداں تے گرجیاں وچہ وی

پر اینہاں چھڈیاں ہویاں نیں ایہہ تھاواں یارسول اللہ

ایہہ ہیوں پھوں کے مسیتاں وچ ای آکے ڈیرے لاندے نیں

بنایا نیں مسیتاں نوں سراواں یارسول اللہ

مسیتاں اپنیاں وچہ کیوں انہاں نوں وڑن میں دیواں

انہاں کولوں میں کیوں جوتاں پواواں یارسول اللہ

ہے بستر بند دیوچہ دیوبند دے گند عقیدے دا

میں اس گند تھیں مسیتاں نوں بچاواں یارسول اللہ

ایہہ زہر نجدیت کلمے دے شربت وچہ ملاندے نیں

میں اس زہروں مسلماں نوں بچاواں یارسول اللہ

خدا دیندا ہے پرتوں ہیں دِلاندا یارسُول اللہ

میں ہر دم وِرد کرناں تیرے ناں دا یارسول اللہ

ترا ناں میرے سینے ٹھنڈ پاندا یارسول اللہ

نبی ایں توں مکان و لامکاں دا یارسول اللہ

نبوت تیں تے رب کیوں نہ مُکاندا یارسول اللہ

ایہو ایمان ہے ساڈے دلاں دا یارسول اللہ

خدا دیندا ہے پر توں ہیں دلاندا یارسول اللہ

تری محفل نوں سُنّی جد سجاندا یارسول اللہ

تے منکر ویکھ کے بُوتھی سُجاندا یارسول اللہ

لگاناں میں نعرہ تیرے ناں دا یارسول اللہ

کلیجہ ساڑناں میں دُشمناں دا یارسول اللہ

اساں قرآن پڑھ کے ویکھیا قرآن دے اندر
خدا بھی تیریاں نعتاں سناندا یارسول اللہ

ترا ہتھ رب دا ہتھ وے ایس وچہ ہتھ دین والے نوں
ایہہ ہتھ رب نال ہتھو ہتھ ملاندا یارسول اللہ

تری درگاہ دا رذیا کدے رُخ پا نہیں سکدا
ہمیشہ رہے گا روندا تیرا راندہ یارسول اللہ

گلے تکبیر دا نعرہ تے پھیر نعرہ رسالت دا
بفضل اللہ ہیں قائل ہاں دوہاں دا یارسول اللہ

ترا نعرہ مسلماناں لئی اکسیر پایا اے
تے نہیں کئی بدنصیباں نوں سُنھاندا یارسول اللہ

کرا کے سُنیاں تھیں منعقد ایہہ محفلاں جلسے
خدا پیا ہے ترے ڈنکے وجاندا یارسول اللہ

ترے ذکر مبارک نوں کوئی بند کرکے وتے خاں
جے ہے وے کوئی پتر اپنی ماں دا یارسول اللہ

مرے کوئی سڑے کوئی بشک فتوے جڑے کوئی
رہے گا ایہو نعرہ سُنیاں دا یارسول اللہ

ترے میلاد دے صدقے ہوئے دووین جہاں روشن
توں چانن خاکیاں تے نوریاں دا یارسول اللہ

ایہہ بُلبل روشنی نوں دیکھ کے نغمہ سرا ہوندی
پر اُلّو روشنی تھیں منہ چھپاندا یارسول اللہ

جے پُتر چُمناں جائز وے ترے ناں نوں کیوں نہ چُمیئے
نہ چُمناں تے ہے مسلک اوتراں دا یارسول اللہ

ترا گستاخ مویا تے چھپاندا پھریا منہ اپنا
او کس منہ نال منہ اپنا وکھاندا یارسول اللہ

ایہہ کہیڑے منہ دے نال آوے گا کل اپنی شفاعت لئی
جیہڑا اج نہیں کدے تینوں بلاندا یارسول اللہ

ہووے گا نیک بندیاں نوں بھروسہ نیکیاں اُتے
ہیں توں ہی آسرا میرے جیہاں دا یارسول اللہ

دِنے راتیں ترا گستاخ تاں پیا شور پاندا اے

کر پِنڈا رہندا اے شورا ایہہ کاں دا یا رسول اللہ

ترے گستاخ دے نال اتحاد؛ ایہہ ہو نہیں سکدا

کوئی بدمعاش رَن نوں نئیں وساندا یا رسول اللہ

ترا جشنِ ولادت میں مناواں تے اوبدعت اے

تے آپی جشنِ صد سالہ مناندا یا رسول اللہ

ایہہ خود تحذیر بھی لکھن تے مرزائی دے وی دشمن

دورنگا دین دے دورنگیاں دا یا رسول اللہ

مدینے پاک دے چرچے زمین و آسماں اُتّے

رہیا نام و نشاں نہ قادیاں دا یا رسول اللہ

تبلیغی ٹولہ

کرا کے ٹنڈ پھرے پنڈ پنڈ تے مُڑ جاندا اے رائیونڈ

خدا پیا ہے ایدی چکری پھوآندا یا رسول اللہ

ہے قید با مشقت ایدی ایسے لئی خُدا اِس نُوں

چُکا کے بھار بستر دا پھراندا یا رسول اللہ

ایہہ مندر تے ایہہ گرجے کافراں دے جو ٹھکانے نیں

کرن تبلیغ اوتھے کیوں نئیں جاندا یا رسول اللہ

ایہہ پھوں پھوں کے مسیتاں وچ ای آکے ڈیرے لاندا اے

مسلماناں نوں آکے ورغلاندا یا رسول اللہ

مسیتاں وچ پکاندا کھاندا سوندا تے دِنیں اُٹھ کے

طہارت خانیاں وچ گند پاندا یا رسول اللہ

بشیر ایہہ آرزو رکھدا جدوں تک میں رہاں زندہ

رہاں میں تیریاں نعتاں سناندا یا رسول اللہ

معجزہ

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت درج فرمائی ہے کہ ایک یہودی عورت نے اپنے شیرخوار بچے کو گود میں لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی معجزہ طلب کیا تو

بچہ جیہڑا سی اوس دا — وچہ گود پل دا پوس دا

ربّ نے دتی اُس نوں زباں — فوراً ہویا او دُرفشاں

آکھن لگا سرکار نوں — اس احمدِ مختار نوں

یا شاہِ کُل عالی مقام — میں عرض کرنا ہاں سلام

بعد السلام اعلان وے — ایہو مرا ایمان وے

سُن لو اے سننے والیو — اے گوریو تے کالیو

ایہہ ہیں محمد مصطفےٰ — ربّ نے اینہاں نوں بھیجیا

سارے جہاناں واسطے — ایہہ بن کے رحمت آگئے

کُل دنیا دے ایہہ ہین رسول — کرلو اینہاں نوں سب قبول

اے میری ماں ہُن توں بھی سُن — اس سوہنے دے گا توں بھی گُن

چھڈ کفر دا کھیڑا توں ہُن — ایمان دے موتی توں چُن

ماں نے جدوں ایہہ ویکھیا — اپنی ہی گود دوں معجزہ !

آکھن لگی سرکار نوں — اُس احمدِ مختار نوں

پاناں سی جو میں پا لیا — میں صدقے کملی والیا

قربان تے میں واریاں — توں ڈبیاں بیڑیاں تاریاں

قدماں دے وچہ ہُن جا ملے — جے توں ملیں تے خدا ملے

ایہہ کہہ کے قدمیں جُھک گئی — ساری عداوت مُک گئی

قدرت مہرباں ہو گئی — او جھٹ مسلماں ہو گئی

شبِ معراج

شبِ معراج لائی اے بہاراں یارسول اللہ
خدا نے کول سدیا نال پیاراں یارسول اللہ

ترے معراج دے منکر ہوئے نیں عقل دے بندے
دلوں منیاں ایں پر ایمان داراں یارسول اللہ

ایہہ جان و مال لیا اے خدا کولوں ترے صدقے
ایہہ جان و مال تیرے توں ہیں واراں یارسول اللہ

نتارا

خدا دا ناں تے عیسائی بھی ہندو سکھ بھی لیندے نیں
ترے ناں نال ہوندا اے نتارا یارسول اللہ

ترا نام مبارک سُن کے ساتوں ٹھنڈ پیندی اے
سڑن والے نوں ہے اگ دا انگارا یارسول اللہ

کرم میرے نیں چنگے تیرا ناں میں لیندا رہندا ہاں
نہیں لیندا ایہہ ناں کرماں دا مارا یارسول اللہ

چٹاکا

نبی دے غلاماں نوں مشرک بناویں
اوئے شیخِ نجدی دیا سکیّا ساکا

ہے نعرہ رسالت دا میرے لئی پھُل
تے منکر لئی زور دا اک چٹاکا

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل ایم اے عربی (گولڈ میڈلسٹ) کا

نعتیہ کلام

مکن محروم عطاء المصطفیٰ را

یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

عزیزی عطاء المصطفٰے جمیل ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ

عزیز موصوف میرا بڑا بیٹا ہے۔ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد اس نے لاہور پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ اور خدا کے فضل سے پنجاب بھر میں اوّل آیا۔

فنِ تقریر میں اسے بڑا ملکہ حاصل ہے۔ اس کی تقریر ٹھوس، مدلل، مربوط اور ادیبانہ رنگ لیے ہوئے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بھر میں علم دوست احباب زیادہ تر اس کی تقریر سننے کے شائق ہیں۔ اور نہ صرف خواص ہی بلکہ عوام بھی اس کی تقریر سے بڑے محظوظ ہوتے ہیں۔ حقانیت اسلام، ارکان اسلام کا فلسفہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و فضیلت وغیرہ نت نئے عنوانات پر وہ ایسی جامع دلکش اور مدلل تقریر کرتا ہے کہ مخالف بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

عشقِ رسول اُسے ورثہ میں ملا ہے۔ شرفِ حج سے مشرف ہو چکا ہے۔ عُمرہ کی سعادت پانچ مرتبہ حاصل کر چکا ہے۔ ایک بار پورا رمضان شریف کا مہینہ مدینہ منورہ میں رہنے اور حضور کے زیرِ سایہ عید پڑھنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔

"یارسول اللہ" کے عنوان سے اس کی چند نعتیں درج کی جا رہی ہیں۔ پڑھیے اور ایمان کو جلا بخشیے۔

ابوالنُّور محمد بشیر

تو میرا آسرا میرا سہارا یارسُول اللہ

قَصَدْتُکَ رَاغِبًا فَانْظُرْ خدارا یارسول اللہ

اَتَیْتُکَ سَائِلًا فَاعْطِ گدارا یارسول اللہ

فَاِنْ تَکُ مُعْرِضًا عَنِّیْ فَاَیْنَ اَذْھَبُ بِمَنْ اَرْجُوْا

مکن محروم عطاء المصطفٰے را یا رسول اللہ

اَطُوْفُ الْقُبَّۃَ الْخَضْرٰی اَزُوْرُ الْحُجْرَۃَ الْعُلْیَا

وَاَدْعُ اللہَ اَنْ اَحْضُرُ مِرَارًا یارسول اللہ

شہنشاہا تو دانی مدعا را یارسول اللہ

کُش بر کاسہ ام دستِ سخارا یا رسول اللہ

کریما مہربانا غم گسارا یارسول اللہ

بیا شاہا بگیر افتادہ پا را یا رسول اللہ

مصوّر نے تجھے ایسا سنورا یا رسول اللہ

بنا کر تیرا پیکر خود پکارا یا رسول اللہ

خدا آباد رکھے یہ دوارا یا رسول اللہ

جہاں ہوتا ہے منگتوں کا گزارا یا رسول اللہ

میں بد بدکار میں قسمت کا ہارا یا رسول اللہ

تو میرا آسرا میرا سہارا یا رسول اللہ

کھڑا ہے دم بخود مجرم تمہارا یا رسول اللہ

اِدھر بھی چشمِ رحمت کا اشارہ یا رسول اللہ

بُرا ہوں یا بھلا ہوں یا رسول اللہ میں جو کچھ ہوں

تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا رسول اللہ

اَحبَ النَّاس محبوبا ترے بطحا کی حرمت پر

مرا کنبہ فدا سارے کا سارا یا رسول اللہ

گنہ کے مَیل دُھل جائیں مشامِ جان کُھل جائیں

برس ابرِ کرم بن کر خدارا یا رسول اللہ

چھلکتے جام سے ساقی مجھے اِک بوند کافی ہے

رہے جاری ترے کوثر کا دھارا یا رسول اللہ

کروڑوں ہاتھ پھیلائے تری راہوں میں بیٹھے ہیں

ذرا رُکنا مرے اشہب سوارا یا رسول اللہ

لحد میں حشر میں میزان پر کوثر کے دھارے پر

جہاں پہنچا یہ دیوانہ پکارا یا رسول اللہ

مری تنہائیوں میں خلوتوں خوابوں خیالوں میں

ترے قربان جاؤں بار بار آ یا رسول اللہ

اندھیری قبر ہے تنہائی ہے دم گھٹتا جاتا ہے

نُما جاناں رُخِ شمس الضحٰے را یا رسول اللہ

کڑی ہے دھوپ محشر کی لواءُالحمد والے آ

بنا کر سائباں زُلفِ دوتارا یا رسول اللہ

کسے ڈھونڈیں کہاں جائیں کِسے چاہیں سوا تیرے

نہیں ہے دوسرا کوئی ہمارا یا رسول اللہ

شَفِیعَ الْمُذْنِبِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ

فَقُلْ لِلْمُذْنِبِیْنَ اَنَا لَھَا را یارسول اللہ

جو سُنی ہیں کہیں لَیلاً نَّھَارًا یارسول اللہ

جو نجدی ہیں لَیَفِرُّوْنَ فِرَارًا یارسول اللہ

ہوئے ہم سب تمہارے تو ہمارا یارسول اللہ

وَھَابِیُّوْنَ قَدْ خَسِرُوْا خَسَارًا یارسول اللہ

اَمَنَ النَّاسَ کا صدقہ مجھے اک بار فرمانا

اجازت ہے تجھے تُو بار بار آ یارسول اللہ

پناہِ عاصیاںؐ ہے تیرا دامنؐ یارسُولؐ اللہ

صَلٰوۃُ اللہ عَلَیْکَ اَبَدًا اَبَدًا یارسول اللہ

سَلَامُ اللہ عَلَیْکَ اَلْفًا اَلْفًا یارسول اللہ

صَبَاحًا یارسول اللہ مَسَاءً یارسول اللہ

نشیدِ عاشقاں سِرًّا وَجَھْرًا یارسول اللہ

خُلِقْتَ مُحَمَّدًا خَلْقًا وَخُلُقًا یارسول اللہ

وَاَکْمَلُ مِنْکَ لَمْ اَرَقُطُّ اَحَدًا یارسول اللہ

مراد و ملجا و ماوٰی و مامن یارسول اللہ

حرم تیرا مرا حِصْنًا حصینًا یارسول اللہ

سَمَن سُنبل گل و ریحان و سوسَن یارسول اللہ

یہ خوشبوئیں ترے قدموں کا دھوون یارسول اللہ

سکونِ قلب وجاں ہے ترا مسکن یارسول اللہ

پناہِ عاصیاں ہے تیرا دامن یارسول اللہ

اَجِیئُكَ حَامِلًا ذَنبًا كَثِيرًا یارسول اللہ

وَهَا اَنَا قَائِمٌ بِكَ مُسْتَجِيرًا یارسول اللہ

کجا کوئے دلآویز ت کجا من یا رسول اللہ

کرم فرمودئی سرکار شکراً یا رسول اللہ

ہیں بے زر بے ہنر بے کار بے فن یارسول اللہ

ندارم جز تو لائے تو شیئاً یارسول اللہ

مرے چن میرے سانول میرے ساجن یارسول اللہ

ہے تجھ سے میری ہستی میرا جیون یارسول اللہ

بسے دشوار باشد الفراق والوداع گفتن

واز کوئے تو سوئے خانہ رفتن یارسول اللہ

اگر آئی بوقتِ جاں سپردن یارسول اللہ

مریضے را شود آسان مردن یارسول اللہ

سجا رکھی ہے محفل تیرے کارن یارسول اللہ

تَفَضَّلْ مَرْحَبًا اَهْلًا وَّسَهْلًا یارسول اللہ

اَلَا يَا اَيُّهَا السَّاقِي اَدِرْ يَا اَيُّهَا الْقَاسِمْ

پئے تشنہ لباں كَاْسًا دِهَاقًا یارسول اللہ

لبوں پر گفتگو تیری دلوں میں آرزو تیری

تمناؤں کی جاں سینوں کی دھڑکن یارسول اللہ

تری دہلیز پر پہنچا تو دیوانے کو چین آیا

نہ راس آئے اسے ہالینڈ[1] و لندن یارسول اللہ

تو سب دلیشوں کا راجا ہے یہ سارے تیری جنتا ہیں

جیسس[2] مریم موزز ڈیوڈ سلومن یارسول اللہ

---

[1] عطار المصطفے اجمل ہالینڈ و لندن سے ہوتا ہوا مدینہ منورہ حاضر ہوا۔

[2] عیسےٰ علیہ السلام، مریمؑ، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام

کبھی کہتا ہے نجدی مُتْ مُوتًا یارسول اللہ

کبھی کہہ ڈالتا ہے لَسْتَ حَیًّا یارسول اللہ

کبھی بکتا ہے ظالم صِرْتَ طِینًا یارسول اللہ

بڑا گستاخ ہے قولاً و فِعلاً یارسول اللہ

نہ نکلے جس کے منہ سے آج سَہوًا یارسول اللہ

کہے کل لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا یارسول اللہ

مری مٹی لگا دینا ٹھکانے یارسول اللہ

مدینے میں عطا فرمانا مدفن یارسول اللہ

بھرم رکھنا عطار المصطفٰے کا یارسول اللہ

تہجد کے وقت مدینہ منورہ پہنچا درج ذیل چند شعر حضور کی بارگاہ میں بطور استغاثہ کہے

وہی میں ہوں جو پتلا ہوں خطا کا یارسول اللہ

وہی تو ہے جو پیکر ہے عطا کا یارسول اللہ

وہی میں ہوں جو پاجی ہوں بلا کا یارسول اللہ

وہی تو ہے جو ناجی ہے فداکَ یارسول اللہ

ہوا مجھ پر کرم رب العلا کا یارسول اللہ

مجھے در مل گیا کہف الوریٰ کا یارسول اللہ

تجھے صدقہ کریمہ مشفقہ کا یارسول اللہ

سلام اللہ علیہا آمنہ کا یارسول اللہ

تجھے صدقہ خدیجہ کی وفا کا یا رسول اللہ

حمیرائے محمد عائشہ کا یارسول اللہ

تجھے صدقہ چہیتی فاطمہ کا یا رسول اللہ

اسیرِ شام زینب بنتہا کا یارسول اللہ

وسیلہ ثانیِ اثنین اِذ ھما کا یارسول اللہ

عمر عثمان علی المرتضیٰ کا یارسول اللہ

تجھے صدقہ نواسوں کی وِلا کا یارسول اللہ

پناہا! واسطہ غوث الوریٰ کا یارسول اللہ

چلا آیا ہے مستوجب سزا کا یارسول اللہ

بھرم رکھنا عطارِ المصطفیٰ کا یارسول اللہ

مریضے چارہ جوئے مستمندے آرزومندے

نخواہد ہیچ درماتے سواکَ یارسول اللہ

یَقُولُ لَکَ الْاِلٰہُ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ سَلْ تُعْطَ

اَرٰی رَبَّکَ یُسَارِعُ فِی ھَوَاکَ یارسول اللہ

ترا سینہ الم نشرح کا سینہ یارسول اللہ

سلامٌ یَا رَجَاءَ اللَّائِذِیْنَ یارسول اللہ

سلامٌ یَا مَعَاذَ الْعَائِذِیْنَ یارسول اللہ

سلام اے اَوَّلاً فِی الْاَوَّلِیْنَ یارسول اللہ

سلام اے آخِراً فِی الْآخِرِیْنَ یارسول اللہ

لَقَدْ جِئْنَا اِلَیْکَ قَائِلِیْنَ یارسول اللہ

بِجَاھِکَ لَا تَرُدُّ السَّائِلِیْنَ یارسول اللہ

اَغِثْنَا یَا رَسُوْلَ اللہِ اِرْحَمْنَا یارسول اللہ

تَرَحَّمْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ یارسول اللہ

وَلَوْلَاکَ لَکُنَّا ھَالِکِیْنَ یارسول اللہ

جَزَاکَ اللہُ عَنَّا اَنْتَ فِیْنَا یارسول اللہ

شہیدًا شاہدًا عونًا معینًا یارسول اللہ

امانًا امنًا مامونًا امینًا یا رسول اللہ

حبیبًا مہ جبینًا نازنینًا یارسول اللہ

خدا کی خلق میں اے بہترینا یارسول اللہ

ترا دل مہبطِ وحی و سکینہ یارسول اللہ

ترا سینہ الم نشرح کا سینہ یارسول اللہ

تہامی ہادیا امی حکیما یارسول اللہ

تو آیا بن کے برہانًا مبینا یارسول اللہ

نگاہے سوئے مہجوراں حزیناں یارسول اللہ

نظر بر بندگانِ کمتریناں یارسول اللہ

مری جاں تیری نعتوں کا خزینہ یارسول اللہ

مرا دل تیری یادوں کا دفینہ یارسول اللہ

بہت دشوار ہے فرقت میں جینا یارسول اللہ

مری تقدیر میں لکھ دے مدینہ یارسول اللہ

تری فرقت میں جینا جی کے مرنا یارسول اللہ

تری قربت میں مرنا مر کے جینا یارسول اللہ

گھٹا بن کر تو جب برسے گا ہم میلوں کچیلوں پر

وہ کب آئے گا ساون کا مہینہ یارسول اللہ

جہاں میں کون ہے ایسا سوالی یارسول اللہ

سنی ہو آپ نے جس نے کبھی "نہ" یارسول اللہ

نہ تجھ کو ٹالنے کی کوئی عادت یارسول اللہ

نہ مجھ کو مانگنے کا کچھ قرینہ یارسول اللہ

تجھے اچھوں کا صدقہ اس بُرے کی لاج رہ جائے

پڑا رہنے دے چوکھٹ پہ کمینہ یارسول اللہ

جمیلِ خستہ دل تیرے بھکاری کی یہ حسرت ہے

یہ میری حاضری ہو آخری نہ یارسول اللہ

مدینے پہ قرباں سب کائناتیں

فدا اپنی جانیں تصدق حیاتیں
مدینے پہ قرباں سب کائناتیں

منوّر منوّر مُصلّے مُصلّے
مدینے کی شامیں مدینے کی راتیں

درودوں میں صُبحیں درودوں میں راتیں
یہ میرے مقدر یہ میری براتیں

کبھی التجائیں کبھی استغاثے
عجب ہیں مرے عشق کی وارداتیں

میرے حجرۂ دل کو کھولا تو نکلیں
محمد کی یادیں مدینے کی باتیں

سہارا دیا ایک دستِ کرم نے
نہ تھیں پاس میرے نمازیں زکاتیں

اُٹھو جھولیاں کھولو طیبہ میں آؤ
اِدھر بٹ رہی ہیں کرم کی زکاتیں

عنایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یہ پیہم کرم مستقل التفاتیں

تشریف آوری

مبارک ہو محمد مصطفیٰ تشریف لاتے ہیں
حبیبِ خالقِ ہر دو سرا تشریف لاتے ہیں

ہوئی جن سے جہاں کی ابتدا تشریف لاتے ہیں
بنائے خلقتِ ارض و سما تشریف لاتے ہیں

ہے جن کا کبریا مدحت سرا تشریف لاتے ہیں
ہے جن پر سایۂ لطفِ خدا تشریف لاتے ہیں

دکھانے کے لیے راہِ ہدیٰ تشریف لاتے ہیں
وہ بن کر دو جہاں کے رہنما تشریف لاتے ہیں

بڑھانے دہر میں دینِ خدا تشریف لاتے ہیں
مٹانے دہر سے جور و جفا تشریف لاتے ہیں

ہے تشریف آوری جن کی بنائے عالمِ امکاں
ہے جن کی ذات ختم الانبیاء تشریف لاتے ہیں

بشارت حضرتِ عیسیٰ نے دی تھی جن کے آنے کی
وہی آقا براہیمی دعا تشریف لاتے ہیں

لحد میں دیکھ کر سرکار کو میں یوں پکار اٹھا
مرے حاجت روا مشکل کشا تشریف لاتے ہیں

جمیلِ زار اُن کے در کا اک ادنیٰ بھکاری ہے
سلاطیں جن کے در کے ہیں گدا تشریف لاتے ہیں

تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا

مل گیا جانِ مدینہ مل گیا ۔۔۔ مرحبا مقصودِ دل کا مل گیا
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا ۔۔۔ تیرے صدقے ہم کو کیا کیا مل گیا

شاہِ شاہانِ جہاں تم پر نثار ۔۔۔ ہم نے تم سے جو بھی مانگا مل گیا
جاگ اٹھے ہم غلاموں کے نصیب ۔۔۔ کالی کملی والا آقا مل گیا

اللہ اللہ تابشِ روئے نبی ۔۔۔ ماہ و خور کو اس سے صدقہ مل گیا
عاصیوں کو غم ہو کیونکر حشر کا ۔۔۔ جب کہ آقا کا سہارا مل گیا

ہم مدینے جا رہے تھے اے جمیل
ان کے صدقے ہم کو کعبہ مل گیا

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

کے

چند نعتیہ اشعار اور ان کی تشریح موسوم بہ

شعر اعلیٰحضرت کے تشریح ابو النور محمد بشیر کی

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز

اعلیٰحضرت کسی تعارف کے محتاج نہیں تاہم آپ کی شخصیت سے متعلق "مولانا کوثر نیازی" کا ایک جامع اور مفید مضمون جو انہوں نے اعلیٰحضرت سے متعلق "ایک ہمہ جہت شخصیت" کے عنوان سے لکھا ہے۔ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ یہ مضمون اعلیٰحضرت کی جلالتِ شان پر اچھی طرح روشنی ڈالتا ہے۔ پہلے اس مضمون کو پڑھ لیجئے۔ پھر اعلیٰحضرت کے چند اشعار اور ان کی تشریح ملاحظہ کیجیے۔ مضمون حسب ذیل ہے۔

اردو زبان میں جب کبھی "آں حضرت" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے سرکارِ ختمی مرتبت کا وجود با جود ذہن میں آجاتا ہے اور جب "اعلیٰ حضرت" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے سرکار کے ایک غلام "احمد رضا خاں بریلوی" کا نام سامنے آجاتا ہے، دیکھا جائے تو یہ مقام امام احمد رضا خاں کو ان کے ماننے والوں کی خوش عقیدگی سے نہیں ملا، یہ ان کے فنافی الرسول اور ایک ہمہ جہت شخصیت ہونے کا فیضان ہے، برصغیر میں یوں تو کئی جامع الصفات شخصیات گزری ہیں مگر جب ایک غیر جانبدار مبصر ان سب کا جائزہ لیتا ہے تو جیسی ہمہ صفت موصوف شخصیت امام رضا کی نظر آتی ہے ویسی کوئی دوسری نظر نہیں آتی۔

کونسا علم تھا جس پر انہیں دسترس نہ تھی، تفسیر، حدیث، فقہ، ہندسہ، ریاضی، سائنس، فلسفہ، علم ہیئت، جفر، طبیعیات، کیمیا، اقتصادیات، ارضیات، طب، جغرافیہ، تاریخ، سیاسیات، علم مناظرہ، منطق، جبر و مقابلہ، نحو، صرف، علم معانی، علم بیان، علم صنائع، علم بدائع، قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، لغت، شاعری، ادب، خط نسخ، خط نستعلیق۔ ان کے سوانح نگاروں نے ساٹھ کے قریب علم گنوائے ہیں جن میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی، وہ بیک وقت ایک عظیم ادیب بھی تھے اور خطیب بھی، مناظر بھی تھے اور متکلم بھی، محدث بھی تھے اور مفسر بھی، فقیہ بھی تھے اور سیاست دان بھی اور جب وہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتے ہیں تو غلط نہیں کہتے (اور اس لفظ "سخن" میں کلام کی سبھی شاخیں شامل ہیں) کہ ؎

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

گردشِ ایام کی یہ بھی ایک عجیب ستم ظریفی ہے کہ تاریخ کی اکثر و بیشتر عظیم شخصیات مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ مظلوم بھی رہی ہیں، انہوں نے ہمیشہ اپنے باب میں لوگوں کو دو خانوں میں تقسیم کیا ہے، کسی کو غیر جانبدار نہیں چھوڑا۔ کچھ کو ان سے سخت عقیدت رہی ہے تو کچھ عداوت کی حد تک ان کے مخالف رہے ہیں، اس مخالفت میں ان کی ذات پر پروپیگنڈے کی دھول بھی اُڑائی گئی ہے، امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھ لیجئے، نصیری نے انہیں خدا بنا دیا تو خوارج نے کافر ٹھہرایا، ہمارے قریبی دور کی مثال محمد علی جناح ہیں چاہنے والوں نے انہیں قائداعظم کہا اور فتویٰ بازوں نے انہیں کافر اعظم، یہی صورتِ حال امام احمد رضا کی شخصیت کے باب میں رہی جو ان کی شخصیت کا عرفان رکھتے ہیں ان کے نزدیک وہ برصغیر کے امام ابوحنیفہ تھے اور جو ان سے مخاصمت کی حد تک مخالفت رکھتے ہیں ان کے نزدیک وہ ایک بدعتی

متشدد مفتی اور مناظر اور ایک انگریز نواز مولوی تھے، معاصرت تو ہمیشہ سے سببِ منافرت
رہی ہے، لیکن افسوس کہ ان کی وفات کے اکہتر سال بعد بھی نقد و نظر کا مطلع اب
تک گرد آلود ہے، تعصب کی رنگین عینکیں لگا کر دیکھنے والوں نے صاف نظروں سے
ابھی تک ان کا روئے تاباں دیکھنے کی کوشش نہیں کی اگر وہ انصاف کرتے تو انہیں یہ
جاننے میں کوئی دشواری نہ ہوتی کہ امام رضا کے خلاف پھیلائے جانے والا پروپیگنڈہ مخالفین
کے اپنے دلوں پر چھائے ہوئے غبار کدورت کا نتیجہ ہے ورنہ خود امام کے زبان و
قلم اور قول و فعل سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ تو زبان حال سے یہ پکار رہا ہے ؎

نہ شبم، نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چوں غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

کیا ستم ظریفی ہے کہ جو ردِّ بدعات میں شمشیر برہنہ تھا، اسے خود حامی بدعات
قرار دیا گیا، ان کے افکار و فتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جتنی سخت
مخالفت خلاف پیغمبر راہ گزینی کی انہوں نے کی شاید ہی کسی اور نے کی ہو، ان کے ایک
معاصر حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے "مرشد" کو سجدۂ تعظیمی کے نام سے ایک کتابچہ
لکھا تو امام احمد رضا نے "حرمت سجدۂ تعظیم" کے نام سے اس کا جواب لکھا اور سو سے
زیادہ آیات و احادیث سے اسے حرام ثابت کیا، عام طور پر لوگ پیری مریدی کو اسلام
کا لازمہ قرار دیتے ہیں مگر آپ نے اپنی مشہور کتاب "السنیۃ الانیقہ" میں لکھا
ہے کہ:

"انجام کار رستگاری کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے"۔

اسی طرح ہمارے ہاں قبروں پر چراغاں کیا جاتا ہے مگر امام رضا قبروں پر چراغ
جلانے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ صرف اس صورت اس کے جواز کے قائل ہیں جب
قبر رستے میں واقع ہو یا مسجد میں ہو اور اس کی روشنی سے مسافروں اور نمازیوں کو فائدہ

پہنچ سکتا ہو۔ آج کل مزاروں پر منوں اور ٹنوں کے حساب سے چادریں چڑھانے کا رواج
ہے اور یہ چادریں عام طور پر وزیروں اور امیروں کی دستار بندی میں استعمال کی جاتی ہیں
امام احمد رضا قبر پر صرف ایک چادر چڑھانے کی حد تک اس کے جواز کے قائل ہیں ڈھیروں
چادریں چڑھانے کو بطور رسم جائز نہیں سمجھتے، لکھتے ہیں:

"جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج
کو دیں"

ناواقف لوگ آج کل کی قوالیوں کو بھی امام رضا کے مکتبِ فکر کی پہچان قرار دیتے
ہیں مگر آپ نے اپنے رسالہ "مسائل سماع" میں ان قوالیوں کو ناجائز ٹھہرایا ہے جنہیں مزامیر
کے ساتھ سنا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ امام احمد رضا بہت متشدد تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑے
بڑے علماء اور اکابر کو کافر ٹھہرایا ہے مگر میں کہتا ہوں یہی ایک بات تو انہیں دوسرے
مکاتب فکر کے مقابلے میں ممیز اور متشخص کرتی ہے، بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ
انہیں بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے
صرف حنفی اور سلفی ہیں اور بس، ان کے مقابلے میں جن لوگوں کو دیوبندی کہا جاتا
ہے فقہی مسلک اور اکثر و بیشتر دوسرے مسائل میں وہ بھی وہی نقطہ نظر رکھتے ہیں جو مولانا
احمد رضا خاں بریلوی کا ہے، پیری، مریدی ان کے ہاں بھی پائی جاتی ہے فیض قبور کا
وہ بھی اعتراف کرتے ہیں، عدم تقلید کے وہ بھی مخالف ہیں، امام ابو حنیفہ کی فقہ کو دوسرے
تمام فقہی اصولوں پر وہ بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اصل جھگڑا یہاں سے چلا کہ ان کے بعض اکابر کی
خلافِ احتیاط تحریروں کو امام رضا نے قابلِ اعتراض گردانا اور چونکہ معاملہ عظمتِ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، توہینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر انہیں فتووں کا نشانہ بنایا۔
دیکھا جائے تو یہی فتوے امام بریلوی اور ان کے مکتبِ فکر کے جداگانہ تشخص کا مدار ہیں،
جس تشدد کی دہائی دی جاتی ہے وہی ان کی ذات کی پہچان اور پوری حیات کا عرفان
ہے، وہ فنافی الرسول تھے اس لیے ان کی غیرتِ عشق احتمال کے درجے میں بھی توہین
رسول کا کوئی خفی پہلو بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھی، دمِ آخرین اپنے عقیدت مندوں
اور وارثوں کو جو وصیت کی وہ بھی یہی تھی کہ:

"جس سے اللہ اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا
کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت
میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر
سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو"

(وصایا شریف)

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد
ادریس کاندھلوی مرحوم ومغفور سے لیا ہے، کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی
فرمایا کرتے "مولوی صاحب! (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خاں
کی بخشش تو انہی فتووں کے سبب ہو جائے گی" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "احمد رضا خاں! تمہیں
ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا
تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہینِ رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا، جاؤ اسی ایک
عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی" کم وبیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سُنا، فرمایا:

"جب حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف
علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی، مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ

اُٹھا دیئے جب دُعا کر چکے تو حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر
کہتے رہے اور آپ ان کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں، فرمایا (اور یہی بات
سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انہیں
یقین تھا کہ ہم نے توہینِ رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ
نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے"

حقیقت میں جسے لوگ امام احمد رضا کا تشدد قرار دیتے ہیں، وہ بارگاہ رسالت میں
ان کے ادب واحتیاط کی روش کا نتیجہ ہے، شاعر نے شاعری نہیں کی شریعت کی
ترجمانی کی ہے جب یہ کہا ہے کہ ؎

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اور میرا اپنا ایک شعر ہے ؎

لے سانس بھی آہستہ کہ دربارِ نبی ہے
خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

ادب واحتیاط کی یہی روش امام رضا کی تحریر وتقریر کے ایک ایک لفظ سے
عیاں ہے۔ یہی ان کا سوزِ نہاں ہے جو ان کا حرزِ جاں ہے ان کا طغرائے ایمان ہے،
انکی آہوں کا دھواں ہے حاصلِ کون ومکاں ہے برتر از زمیں آں ہے، باعثِ رشکِ قدسیاں ہے، راحتِ
قلبِ عاشقاں ہے، سرمۂ چشمِ سالکاں ہے، ترجمہ کنز الایمان ہے۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کے ترجمے کو دیکھ لو، قرآن پاک شہادت دیتا ہے،
"مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى" رسول گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے۔ "ضَلَّ" ماضی کا
صیغہ ہے، مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی بھی گم گشتہ راہ نہیں ہوئے۔ عربی زبان
ایک سمندر ہے اس کا ایک ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے ترجمہ کرنے والے

اپنے عقائد وافکار کے رنگ میں ان کا کوئی سا مطلب اخذ کر لیتے ہیں۔ "وَجَدَکَ ضَآلًّا"
کا ترجمہ ماضل کی شہادت قرآن کو سامنے رکھ کر عظمت رسول کے عین مطابق کرنے
کی ضرورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو انہوں نے آیت قرآنی سے کیا انصاف
کیا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن ترجمہ کرتے ہیں:

"اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ سمجھائی"

کہا جا سکتا ہے مولانا محمود حسن ادیب نہ تھے ان سے چوک ہو گئی آیئے ادیب،
شاعر اور مصنف اور صحافی مولانا عبدالماجد دریابادی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان
کا ترجمہ ہے:

"اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا"

مولانا دریابادی پرانی وضع کے اہلِ زبان تھے ان کے قلم سے صرفِ
نظر کر لیجئے اس دور میں اردوئے معلیٰ میں لکھنے والے اہلِ قلم حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ
مودودی کے دروازے پر دستک دیجئے، ان کا ترجمہ یوں ہے۔

"اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی"

العیاذ باللہ پیغمبر کی گم رہی اور پھر ہدایت یابی میں جو جو وسوسے اور خرخشے
چھپے ہوئے ہیں انہیں نظر میں رکھئے اور پھر "کنز الایمان" میں امام احمد رضا خاں کے
ترجمے کو دیکھئے۔

بیا درید گر اینجا بود سخن دانے
غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد

امام نے کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے۔
فرماتے ہیں:

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"

کیا ستم ہے فرقہ پرور لوگ "رُشدی" کی ہفوات پر تو زبان کھولنے سے اور عالمِ
اسلام کے قدم بقدم کوئی کارروائی کرنے میں اس لیے تامل کریں کہ کہیں آقایانِ ولی نعمت
ناراض نہ ہو جائیں، مگر امام احمد رضا کے اس ایمان پرور ترجمہ پہ پابندی لگا دیں جو عشقِ رسول
کا خزینہ اور معارف اسلامی کا گنجینہ ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

شاعری ایک اور میدان ہے یہاں بے اختیار ادب و احتیاط کا دامن ہاتھ سے
چھوٹ چھوٹ جاتا ہے اور شاعری میں بھی نعت گوئی کی صنف تو ایک ایسی مشکل صنفِ سخن ہے
جس میں ایک ایک قدم پُل صراط پر رکھنا پڑتا ہے، یہاں ایک طرف محبت ہے تو ایک
طرف شریعت، ایک شاعر نے روضہ رسول پر اپنی حاضری کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

کس بیم و رجا کے عالم میں طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اک سمت محبت ہوتی ہے اک سمت شریعت ہوتی ہے

لیکن یہ کیفیت حقیقت میں صرف روضہ رسول پر حاضری کے وقت ہی طاری نہیں
ہوتی، نعت کہتے وقت ہر شاعر اسی امتحان و آزمائش سے دوچار ہوتا ہے، یہاں بھی
ایک طرف محبت ہوتی ہے ایک طرف شریعت، اگر صرف شریعت کو ملحوظ رکھا جائے تو
شعر شعر نہ رہے وعظ و تقریر بن جائے اور اگر صرف محبت کے تقاضے پورے کیے
جائیں تو ایک ایک لفظ شریعت کی جراحت کا مجرم ٹھہرے۔ عرفی شیرازی نے اس نازک
صورت حال کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

عرفی متشاب ایں رہِ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

"عرفی جلد جلد قدم نہ اُٹھا یہ نعت کا میدان ہے، صحرا نہیں ہے
آہستہ آہستہ چل کیونکہ تو تلوار کی دھار پر قدم رکھ رہا ہے۔"

امام احمد رضا کو بھی اس مشکل کا کامل احساس ہے وہ ملفوظات میں فرماتے ہیں :

"نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا
ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔"

اس لیے ایک جگہ فرمایا :

" قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی"

اس معیار کو سامنے رکھ کر ہم نعتیہ شاعری کے ذخائر پر نظر ڈالتے ہیں تو اس پر صرف ایک ہی شاعر پورا اترتا ہے اور وہ خود احمد رضا خان بریلوی ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں میں ادب کا طالب علم ہوں۔ بُرا بھلا شعر بھی کہہ لیتا ہوں۔ اُردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں کا نعتیہ کلام میں نے دیکھا ہے اور بالاستیعاب دیکھا ہے میں بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ تمام زبانوں اور تمام زمانوں کا پورا نعتیہ کلام ایک طرف اور شاہ احمد رضا کا سلام۔

" مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام"

ایک طرف۔ دونوں کو ایک ترازو میں رکھا جائے تو احمد رضا کے سلام کا پلڑا پھر بھی جُھکا رہے گا میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اُردو زبان کا قصیدہ بُردہ ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ جو زبان و بیان، جو سوز و گداز، جو معارف و حقائقِ قرآن و حدیث اور سیرت کے جو اسرار و رموز، انداز و اسلوب میں جو قدرت و ندرت اس سلام میں ہے وہ کسی زبان کی شاعری کے کسی شہ پارے میں نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اہلِ قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی ورنہ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

ایک شعر پڑھتا ہوں میں دعوے سے کہتا ہوں آپ نے کسی زبان کی شاعری میں سرکار ختمی مرتبت کی ریش مبارک کی یہ تعریف نہ سُنی ہوگی۔ ذرا تصور کیجیے ایک نہر ہے

اس کے اردگرد سبزہ ہے۔ اس سبزے سے نہر کا حُسن دوبالا ہوگیا ہے۔ اب نہر کس کو کہا۔ سرکار کے دہن مبارک کو، نہر عربی زبان میں دریا کو کہتے ہیں، آپ کے دہن مبارک کو نہر رحمت قرار دیا کہ ایک رحمت کا دریا ہے جو اس دہن اقدس سے موجزن ہے۔
ایک فارسی شاعر نے کہا ہے۔

نرفت " لا " بزبانِ مبارکش ہرگز
مگر باشہدان لآ الٰہ الاّ اللہ

آپ کی زبان مبارک سے اشہدان لا الٰہ الا اللہ میں جو "لا" ہے اس کے علاوہ لا یعنی نہیں کا لفظ کبھی نہیں فرمایا گیا شاہ رضا کہتے ہیں :

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یہ دہن اقدس، یہ نہر رحمت کہ سفر طائف میں پتھروں کی بارش ہوئی، سر مبارک سے خون بہا نعلین مبارک تک آگیا۔ مگر ہاتھ دعا کو اٹھائے۔ عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

" اے اللہ میری قوم کو ہدایت نصیب فرما یہ لوگ نہیں جانتے
علم نہیں رکھتے، میرے مقام اور پیغام سے بے خبر ہیں۔"

تو اس دہن اقدس کو نہر رحمت کہا اور ریش مبارک کیا ہے؟ اس نہر رحمت کے گرد لہلہانے والا سبزہ، جس نے نہر رحمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اب ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت رضا آگے بڑھتے ہیں۔ سرکار کی، آپ کی ازواج مطہرات کی، صحابہ کرام

اہلِ بیت کی اولیائے کبار کی، بالخصوص حضرت غوث الاعظم کی جو امام الاولیاء ہیں تعریف
کرنے کے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں مگر اس میں بھی کیا امتیاز و اختصاص ہے،
درخواست ذاتی نہیں جماعتی ہے انفرادی نہیں اجتماعی ہے۔ صرف اپنے لیے نہیں پوری
امت کے لیے ہے کہتے ہیں۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

اور خود کیا چاہتے ہیں؛ یہ سلام اور نعت لکھنے سے غرض کیا ہے؛ کہتے ہیں
تو صرف اتنا انعام چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن جب سب آپ پر سلام بھیج رہے
ہوں وہ فرشتے جو آپ کی خدمت کے لیے مقرر ہیں مجھے آواز دے کر کہیں
" احمد رضا! تم بھی تو سلام سناؤ وہی سلام .... مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں
سلام .... تو میری مزدوری وصول ہو جائے گی۔

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بات پھیل گئی ہے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مخالفین جس بات کو شاہ احمد رضا
کا تشدد کہتے ہیں وہ تشدد نہیں ان کا عشق رسول ہے۔ ان کا ادب و احتیاط ہے جو
فتوے نویسی سے لے کر ترجمہ قرآن تک اور ترجمہ قرآن سے لے کر ان کی نعتیہ شاعری
تک ہر جگہ آفتاب و ماہتاب بن کر ضو فشانی کر رہا ہے۔

اور کہنے والوں کی زبان کون روک سکتا ہے وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت احمد رضا
اول و آخر انگریز نواز شخصیت تھے۔ خلافت، ترک موالات، اور تحریک ہجرت اور تحریک ہجرت
کی سبھی انقلابی تحریکوں میں ان کی روش انقلاب دشمنی پر مبنی تھی۔ ہندوستان کے دارالسلام اور
دارالحرب ہونے کی بحث میں بھی ان کا نقطہ نظر رجعت پسندانہ تھا۔ اس لیے برصغیر کی تحریک آزادی
میں انہوں نے محض منفی کردار ادا کیا اور بس!

سب سے پہلے تو اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ امام احمد رضا پالیٹیشین نہیں اسٹیٹس
مین تھے، سیاسی لیڈر نہ تھے، مدبر تھے، پالیٹیشن اور سیاسی لیڈر عوام کی خواہشات کے
تابع ہوتے ہیں جب کہ اسٹیٹس مین اور مدبرین پیش بینی کر کے حالات کا رخ متعین کرتے
ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ مذکورہ تحریکیں اپنے اپنے وقت میں جذباتیت کا سیل رواں تھیں
مگر ان تحریکوں کا نتیجہ کیا نکلا، تحریک ہجرت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا رئیس احمد
جعفری ندوی نے لکھا ہے:

" پھر ہجرت کی تحریک اُٹھی، اٹھارہ ہزار مسلمان اپنا گھر بار، جائیداد،
اسباب غیر منقولہ اونے پونے بیچ کر .... خریدنے والے زیادہ تر
ہندو ہی تھے، افغانستان ہجرت کر گئے وہاں جگہ نہ ملی واپس کیے گئے
کچھ مر کھپ گئے۔ جو واپس آئے تباہ حال خستہ، درماندہ، مفلس، قلاش،
تہی دست، بے نوا، بے یار و مددگار۔ اگر اسے ہلاکت نہیں کہتے
تو کیا کہتے ہیں۔"

(حیات محمد علی جناح ص ۱۰۸)

اور تحریک ہجرت اس بحث کا منطقی نتیجہ تھی کہ ہندوستان دارالسلام ہے
یا دارالحرب۔ امام احمد رضا اسے دارالحرب قرار نہیں دیتے تھے وہ جانتے تھے کہ اس سے
مسلمانوں کے لیے سود کھانا تو جائز ہو جائے گا۔ مگر ہجرت اور تلوار اٹھانا ان پر لازم

ہو جائے گا۔ وہ اسے دارالسلام قرار دیتے ہیں۔ سینکڑوں برس مُسلمان اس پر حکمران رہے تھے اب بھی سرزمین میں امن تھا اور مسلمانوں کو دینی فرائض کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہ تھی حیرت ہے کہ جو لوگ انگریز کے زمانے میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے پر مصر تھے آج ہندو راج میں اسے دارالحرب قرار دینے کا لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے۔ مطلب واضح ہے انگریز کے سامنے ہندو پس پردہ ان فتوؤں کی تار ہلا رہے تھے جن میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جا رہا تھا تاکہ مسلمان انگریز کے خلاف تلوار اٹھائیں مر کھپ جائیں اور جو باقی بچیں وہ ہجرت کر کے اس سرزمین ہی کو چھوڑ جائیں۔ آج ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جائے تو ہندو سیکولرازم کا طلسم پاش پاش ہوتا ہے مسلمان جہاد کے نام پر برسرِ پیکار ہوں یا ہجرت کریں۔ سیکولرازم کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔ اس لیے آج ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے مفتیانِ کرام کے وارث مہر بلب ہیں اور اس طرح اپنے عمل سے امام احمد رضا کے فتوےٰ کی تائید کر رہے ہیں۔

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کا معاملہ بھی اس سے چنداں مختلف نہیں۔

۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی۔ اس میں ہندوستان سے فوجی بھرتی کرنے کے لیے برطانیہ نے اعلان کیا کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے گا ظاہر ہے اس وقت مسلمانوں کے سامنے پاکستان کا نصب العین نہ تھا، ہندوستان آزاد ہوتا تو حکومت ہندو اکثریت ہی کی ہوتی یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی نے فوجی بھرتی کی زبردست حمایت کی اور دو لاکھ کے قریب ہندو اور مسلمان سپاہی انگریزی افواج کے ساتھ مل کر لڑے۔ ترکی کو اس جنگ میں شکست ہوئی۔ فتح پانے کے بعد انگریز وعدے سے پھر گیا۔ اب گاندھی جی اسے سزا دینے کی فکر میں تھے، اس مقصد کے لیے خلافت کا مسئلہ ڈھونڈ نکالا گیا۔ حالانکہ سب جانتے تھے کہ ترکی کی سلطنت عثمانیہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے

خلافت کے نام پر ایک دھبے سے کم نہیں، مگر یکایک کہا جانے لگا کہ ترکی کا سلطان اسلام کا خلیفہ ہے اور اس کی خلافت ختم کرنا اسلام پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ مسلمان بپھر گئے ایک تحریک چل نکلی مگر طرفہ تماشا یہ کہ تحریک کی قیادت گاندھی جی کے ہاتھ میں تھی گویا جو ہندوستان میں ایک الگ خطۂ زمین دینے کے حق میں نہ تھا وہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی خلافت بحال کرا رہا تھا۔ امام احمد رضا گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اُٹھائی جب اقبال اور قائداعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام احمد رضا مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی۔ پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔

یہی صورتِ حال تحریک ترک موالات کی تھی، گاندھی جی مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہر قسم کے بائیکاٹ کے لیے اکسا رہے تھے۔ امام احمد رضا کا مؤقف یہ تھا کہ موالات دوستی اور محبت کو کہتے ہیں۔ حکم مشرکین اور کفار سے دوستی اور محبت نہ کرنے کا ہے لین دین اور معاملات کے ترک کا نہیں اور جہاں تک دوستی کی ممانعت کا تعلق ہے اس میں انگریز کی تخصیص نہیں اس میں ہندو بھی شامل ہیں۔ ایک مشرک سے پیار کی پینگیں بڑھا کر دوسرے مشرک کا مقاطعہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔

قائداعظم محمد علی جناح تحریک ترک موالات کے مخالف تھے مگر مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی سمیت بہت سے مسلمان رہنما اس مسئلے میں گاندھی کے ساتھ تھے۔ امام احمد رضا کے کلمہ حق سے متاثر ہو کر یہ سیاسی اکابر بھی آہستہ آہستہ ہندو کی سیاست سے باخبر ہوتے چلے گئے۔ خود علامہ اقبال ایک زمانے میں تحریک خلافت کی صوبائی کمیٹی کے صدر تھے۔ مگر جب تحریک کے اصل ہدف سے آگاہ ہوئے تو صدارت سے استعفا دے دیا۔ ان کے یہ اشعار اسی دور کی یادگار ہیں

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ بادشاہی

جس زمانے میں یہ تحریکیں چل رہی تھیں، ان میں عوامی جذبات بھرے ہوئے تھے ویسے بھی ہماری قوم بدقسمتی سے انتہا پسند واقع ہوئی ہے۔ بقول شاعر ؎

افسوس ہم چلے نہ سلامت روی کی چال
یا بے خودی کی چال چلے یا خودی کی چال

ایسے میں مخالفتوں اور الزام تراشیوں کی پروا نہ کرتے ہوئے مسلکِ اعتدال پر قائم رہنا اور دو قومی نظریہ کے فروغ کے لیے مدبرانہ دور بینی کی سیاست پہ کاربند رہنا امام رضا خان جیسے آہنی اعصاب رکھنے والے انسان ہی کا کام تھا۔ رہا یہ کہنا کہ ان کے اقدامات انگریز نوازی پر مبنی تھے تو یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو یا تو امام رضا کے مسلک کو سرے سے جانتا ہی نہ ہو یا جانتا ہو مگر جان کر نہ ماننا چاہتا ہو۔ ایک ایسا مردِ مومن جسے انگریزی سامراج سے اتنی نفرت ہو کہ وہ اس کی کچہری میں جانے کو حرام سمجھتا ہو جو مقدمہ قائم ہو جانے کے باوجود اس کی عدالت میں نہ گیا ہو جو خط لکھتا ہو تو کارڈ اور لفافے کی الٹی طرف پتہ لکھتا ہو تاکہ انگریز بادشاہ اور ملکہ کا سر نیچا نظر آئے۔ جس نے اپنی وفات سے دو گھنٹے پہلے یہ وصیت کی ہو کہ اس دالان سے ڈاک میں آئے ہوئے وہ تمام خطوط جن پر ملکہ اور بادشاہ کی تصویر ہے اور روپے پیسے جن پر یہ تصویریں ہیں سب باہر پھینک دیے جائیں تاکہ فرشتہ ہائے رحمت کو آنے میں دشواری نہ ہو جس نے نعت گوئی میں بھی کسی کو نمونہ نہ مانا اور اسے سلطان نعت گویاں قرار دیا تو حضرت مولانا کفایت علی کافی تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اس سلسلے میں باقاعدہ جدوجہد کی اور ۱۸۵۸ء میں

مرادآباد کے چوک میں انہیں برسرِعام پھانسی دے دی گئی۔ اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ انگریز کا حامی تھا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ سورج ظلمت، پھول بدبو، چاند گرمی، سمندر خشکی، بہار پت جھڑ، صبا صرصر، پانی حدت، ہوا حبس اور حکمت جہالت کا دوسرا نام ہے۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اَصل الاصولؒ

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غُرر کی ہے

ہاں تو نے اُن کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وُہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز :

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّھْرَ بِالصَّھْبَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِیًّا فِیْ حَاجَۃٍ . فَرَجَعَ وَقَدْ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَوَضَعَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ وَنَامَ فَلَمْ یُحَرِّکْہُ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ عَلِیًّا اَحْبَسَ بِنَفْسِہٖ عَلٰی نَبِیِّکَ فَرُدَّ عَلَیْہِ الشَّمْسَ فَطَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ

حَتّٰی وَقَعَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَعَلَی الْاَرْضِ وَقَامَ عَلِیٌّ فَتَوَضَّاَ وَصَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتْ وَ ذٰلِکَ بِالصَّھْبَاءِ .

(رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر حجۃ اللہ للنبہانی صہ ۳۹۸)

"ایک دن مقام صہبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر پڑھ کر حضرت علی کو کسی کام کے لیے کہیں بھیجدیا۔ حضرت علی جب واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر پڑھ چکے تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سرِ انور حضرت علی کی گود میں رکھا۔ اور سو گئے۔ حضرت علی نے نمازِ عصر پڑھنی تھی۔ وقت جا رہا تھا۔ مگر حضور کی استراحت کا خیال کر کے حضور کو نہ بلایا۔ حتّٰی کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور اُٹھے۔ تو فرمایا۔ اے اللہ! تیرا بندہ علی تیرے نبی کی خاطر بیٹھا رہا۔ تو سورج کو اس کے لیے لوٹا دے حضور نے اتنا کہا ہی تھا۔ کہ سورج پھر نکل آیا۔ حتّٰی کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔ حضرت علی اُٹھے۔ وضو کیا اور نمازِ عصر پڑھی۔ پھر سورج غروب ہو گیا اور صہبا کا واقعہ ہے"

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور نماز بھی وہ جس کے لیے اللہ نے خاص تاکید فرمائی۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی .

(پ ۲ ع ۱۵)

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور (بالخصوص) بیچ کی نماز کی" یعنی عصر کی غور فرمائیے۔ حضور آغوشِ علی میں استراحت فرما ہیں۔ مولا علی نے نماز عصر پڑھنی ہے۔ وقت جا رہا ہے۔ مگر حضرت علی حضور کو نہ بلاتے ہیں نہ جگاتے ہیں۔ گویا سوچتے ہیں سہ

نمازیں پھر ادا ہوں گی قضا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

اسی سوچ میں اپنی نماز حضور کی نیند پر قربان کر ڈالی۔ نماز، نمازِ عصر تھی۔ نماز ویسے بھی اہم فریضہ ہے۔ ایک نمازیں ہماری ہیں جو اہم ہیں۔ ایک نماز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی ہے نماز کر لیا! اس کی اہمیت کون بیان کرے؟ اور پھر حسین کے بھی پدر بزرگوار مولا علی رضی اللہ عنہ کی نماز؟ خود ہی سوچ لیجئے کس قدر اہم ہوگی۔ مقام صہبا میں حضور کی نیند پر یہ اتنی بڑی عظمت والی نماز قربان کی جارہی ہے۔ اور پھر یہ نماز حیدرِ کرار کسی کی نیند پر قربان کی جارہی ہے۔ اللہ اکبر! جن کی نیند کی عظمت کا یہ عالم ہے۔ اس سونے والے کی عظمت کو تو پھر اللہ ہی جانے۔

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے:

سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغَارِ فَلَمَّا انْتَہَیَا اِلَیْہِ قَالَ وَاللّٰہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ فَاِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ فَدَخَلَ فَکَسَحَہٗ وَوَجَدَ فِیْ جَانِبِہٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَہٗ وَسَدَّہَا بِہٖ وَبَقِیَ مِنْہَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَہُمَا رِجْلَیْہِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْ بَکْرٍ فِیْ رِجْلِہٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ یَتَحَرَّکْ مَخَافَۃَ اَنْ یَّنْتَبِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُہٗ عَلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَہَبَ مَا یَجِدُہٗ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ٥٤٨)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (شبِ ہجرت) جب حضور علیہ السلام

کے ساتھ غار تک پہنچے۔ تو حضور سے عرض کیا۔ کہ حضور! غار میں پہلے آپ تشریف نہ لے جائیں۔ پہلے میں جاتا ہوں۔ تاکہ اس میں کوئی چیز (موذی جانور وغیرہ) ہو تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے۔ آپ کو نہ پہنچے۔ چنانچہ صدیق غار میں داخل ہوئے۔ تو غار میں کئی بل نظر آئے۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان بلوں کو بند کر دیا۔ دو بل باقی رہ گئے تو ان دونوں میں اپنے پیر ڈال دیئے۔ پھر حضور سے عرض کیا کہ تشریف لے آیئے۔ حضور تشریف لائے۔ تو اپنا سرِ انور صدیق کی گود میں رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اتنے میں صدیق کے پیر پر بل میں سے سانپ نے ڈس لیا۔ صدیق اکبر کو تکلیف ہوئی مگر ہلتے نہ تھے تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ آئے۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر کے آنسو حضور پر گرے۔ تو حضور نے وجہ دریافت کی۔ تو عرض کیا حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضور نے مقام ڈنک پر اپنا لعابِ دہن شریف لگا یا۔ تو صدیق اکبر کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔

مقام صہبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی مبارک گود میں اپنا سرِ انور رکھا اور سو گئے اور غار میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں سرِ انور رکھا اور سو گئے۔ مقام صہبا میں آغوشِ علی میں حضور کے سونے کا منظر شاعر نے یوں بیان کیا ہے ؎

زمیں پر عرشِ بالا کے نشاں معلوم ہوتے تھے
علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

اور غار میں حضور کے آغوشِ صدیق میں سونے کا منظر میں نے یوں لکھا ہے ؎

غار کا دیکھو تو وہ منظر ۔۔۔ کون ہے بیٹھا گود میں لے کر
سرورِ عالم کا سرِ انور ۔۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا
منزلِ عشق و صدق کا رہبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ
سیدُنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

اور ایک دوسرے شاعر نے اس منظر کو یُوں بیان کیا ہے۔ حضور کا سرِ انور ہے اور آغوش ہے صدیق اکبر کی گویا سہ

یہ حُسن ساتھ عشق کے کیا لاجواب ہے
رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے

قرآن مجید قرآن صامت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق۔ قرآن مجید کو کسی ناپاک جگہ رکھنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کسی ناپاک آغوش میں تسلیم کرنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی ہے معلوم ہُوا مقام صہبا میں بھی حضور پاک و مبارک آغوش میں تھے۔ اور غار میں بھی حضور پاک و مبارک آغوش میں تھے۔ جو گستاخ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر طعن کرتے ہیں معاذ اللہ وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

غار میں صدیق اکبر کو سانپ نے ڈس لیا۔ تو صدیق ہلے تک نہیں تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ ہاں تکلیف سے آپ کے آنسو نکل آئے۔ اور حضور نے جاگ کر پوچھا مَالَکَ تجھے کیا ہُوا۔ تم روئے کیوں؟ روئیں تمہارے دشمن (چنانچہ آج تک رو رہے ہیں اور روتے رہیں گے) صدیق کے پیر میں زہر تھا۔ اور آغوش میں شفا۔ چنانچہ حضور نے اپنا تھوک مبارک مقامِ زہر پہ لگایا۔ تو تکلیف دور ہوگئی۔ یہ ہے حضور کا تھوک مبارک رحمت و شفا اور ایک ہمارا بھی تھوک ہے بیماری و بلا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے "تھوکیے مت اس سے بیماری پھیلتی ہے" ہمارے تھوک سے بیماریوں کا زہر پھیلے۔ اور حضور کے تھوک مبارک سے

سانپ کے زہر کا اثر دور ہو جائے۔ خوب فرمایا اعلیٰحضرت ہی نے سہ

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنیں
اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے انہی دو واقعات کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور صدیق اکبر نے اپنی جان! جس کا بچانا سب فرائض سے اہم ہے۔ جان ہوگی۔ تو دوسرے فرائض بھی پورے کیے جاسکیں گے۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔ یارسول اللہ! اس میں شک نہیں۔ کہ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹا کر آپ نے حضرت علی کی نماز پھیر دی۔ اور مقام ڈنک پر اپنا تھوک مبارک لگا کر صدیق اکبر کو ان کی جان واپس دے دی۔ مگر صدیق و علی رضی اللہ عنہما تو اپنی طرف سے اپنی اپنی قربانی دے چکے تھے۔ علی نے نیندِ مصطفےٰ کے مقابلہ میں نماز کی پروا نہیں کی اور صدیق نے اپنی جان کی۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں بھی اعلیٰ فرائض میں داخل تھیں۔ تو گویا ان دونوں حضرات نے حضور کی مقدس نیند پر ان فرائض کو قربان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر فرض فرع اور شاخ ہے اور ـــــ **اُصُولُ الاُصُول بندگی اُس تاجور کی ہے۔**

عرش و کعبہ سے بھی افضل

کعبہ دُلہن ہے تربتِ اطہر نئی دُلہن
وہ رشکِ آفتاب یہ غیرت قمر کی ہے

دونوں بنیں انیلی سجیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

سر سبزِ وصل یہ ہے سیہ پوشِ ہجر وہ
چمکی ڈوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ اس بزرگ نے اپنا بٹوہ نکالا۔ اور کہا اس کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ اس میں اگر میں لاکھ روپیہ کا ہیرا جڑ دوں تو پھر اس کی قیمت بڑھ جائے گی اور بجائے پانچ روپے کے ایک لاکھ ہو جائے گی۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سب سے زیادہ قیمتی وجود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حضور اگر زمین پر ہوں۔ تو زمین آسمان سے افضل اور اگر حضور آسمان پر ہوں۔ تو

آسمان زمین سے افضل۔ اسی اصول کی بنا پر حضور اگر مکہ میں ہوں۔ تو مدینہ سے مکہ افضل۔ اور اگر حضور مدینہ میں ہوں۔ تو مدینہ مکہ سے افضل۔ فضیلت کا موجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ باجود ہے۔ حضور مکہ میں تھے۔ تو خدائے تعالیٰ نے مکہ معظمہ کی قسم فرمائی اور فرمایا لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ مجھے قسم ہے اِس شہر (مکہ) کی۔ کیوں؟ کیا اس لیے کہ اُس میں اُس کا گھر (کعبہ) ہے؟ نہیں۔ کیا اس لیے کہ اس میں صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں؟ نہیں! کیا اس لیے کہ اس میں چاہِ زمزم ہے؟ نہیں تو پھر خدا نے اس شہر کی قسم کیوں فرمائی؟ فرمایا وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔" معلوم ہوا کہ یہ شرف مکہ کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کی قسم فرمائی۔ حضور کے وہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر محدثین کرام علیہم الرحمۃ کا ایمان افروز فیصلہ ملاحظہ فرمایئے۔ ایسا فیصلہ جس پر سب کا اتفاق ہے کوئی اس کے خلاف نہیں۔

وَلَاخِلَافَ اِنَّ مَوْضِعَ قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ بُقَاعِ الْاَرْضِ کُلِّھَا بَلْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنَ السَّمٰوَاتِ وَالْعَرْشِ وَالْکَعْبَۃِ۔

(الخفاجی فی شرحِ الشفا جواہر البحار صہ۵۸ ج ۱)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ ساری روئے زمین سے افضل ہے بلکہ وہ آسمانوں سے عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔

یہ ہے بزرگانِ دین کا فیصلہ جس پر تمام محدثین نے اتفاق فرمایا ہے۔

اعلٰحضرت امام احمد رضا قدس سرّہٗ العزیز نے اس حقیقت کو ایک انوکھے اچھوتے اور بڑے ہی پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ کعبہ ایک دلہن ہے۔ اور قبرِ انور ایک دوسری نئی دلہن۔ یہ دونوں دلہنیں حسن و جمال میں یکتا ہیں۔ پہلی اگر رشکِ آفتاب ہے تو دوسری غیرت

قمر۔ یعنی نہ وہ اِس سے کم اور نہ یہ اُس سے کم۔ دونوں ہی کمالِ حسن و جمال کی مالک ہیں۔ اور دونوں ہی اپنی سج دھج میں ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر؛ ان دونوں میں سے رُتبہ زیادہ کس کا ہے؛ قسمت بہتر کس کی ہے؛ اس کے جواب میں مسلک اہلسنت کے مطابق فیصلہ کے لیے جو نرالی طرز اعلیٰحضرت نے اختیار فرمائی ہے اور جو جدت آپ نے پیدا فرمائی ہے وہ قابلِ صد تحسین ہے۔ فرماتے ہیں۔

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

یعنی یہ دیکھیئے کہ ان دونوں میں سے دولہا کس کے ہاں تشریف فرما ہے۔ اور اپنے "پی" کے پاس کون سی ہے؛ دونوں میں سے جو اپنے پی کے پاس ہے وہی خوش بخت اور دوسری سے رتبہ میں بڑھ کر ہے۔ دیکھ لیجیئے یہ فخر تربتِ اطہر ہی کو حاصل ہے کہ فخرِ انبیاء حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اس کے حصہ میں آئی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا۔ کہ یہی افضل و اعلیٰ اور یہی رُتبے میں بالا ہے۔

پھر اس کے بعد اپنے نظریئے کی تائید میں سیاہ رنگ کے غلافِ کعبہ اور گنبد خضرا کے سبز رنگ کے غلاف کو عجیب رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

سر سبزِ وصل یہ ہے سیاہ پوش ہجر وہ
چمکی ڈوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

چونکہ سیاہ رنگ کا بالعموم ہجر و فراق سے تعلق ہے۔ اور سبز رنگ کا وصل و وصال سے اس لیے فرمایا۔ کہ پہلی دلہن (کعبہ شریف) اپنے پی سے دور ہے اور ہجر و فراق میں ہے۔ اس لیے اس کا یہ سیاہ غلاف گویا ایک سیہ ڈوپٹہ ہے۔ جو اس نے اپنے محبوب کے فراق میں اوڑھ رکھا ہے۔ اور دوسری دلہن (روضہ شریف) چونکہ اپنے محبوب کے پاس ہے۔ اور شرفِ وصال سے مشرف ہے اس لیے اس کا سبز رنگ گویا ایک سبز ڈوپٹہ ہے جو اس نے اپنے اس وصالِ محبوب کی خوشی میں اوڑھ رکھا ہے۔ ان دونوں کی کیفیت و حالت ان دونوں کے

ڈوپٹوں کے مختلف رنگوں ہی سے ظاہر ہے کہ پہلی ہجر و فراق میں سیاہ پوش ہے اور دوسری وصل و وصال سے سرسبز و شاداب۔

پس ثابت ہوا کہ کعبہ شریف سے تربتِ اطہر ہی افضل و اعلیٰ ہے کہ ع

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

کعبے کا کعبہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے اپنے اس شعر میں روضہ انور کو کعبے کا کعبہ لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہی واقعہ اور حقیقت ہے۔ کعبہ جو اس وقت سب کا قبلہ ہے۔ اس کا قبلۂ عالم ہونا حضور مرجعِ کل سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل سے ہے۔ چنانچہ یہ قبلہ جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پہلے ایسا نہ تھا۔ بلکہ اس سے پہلے قبلہ بیت المقدس تھا۔ اور حضور خود بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر حضور کی مرضی یہ تھی۔ کہ میرا قبلہ بجائے بیت المقدس کے کعبہ مقرر ہوجائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (پ۲ ع۱)

یعنی ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ مقرر فرمادیں گے

اور پھر فرمایا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پ۲ ع۱)

آپ ابھی اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے۔

خدا کا ارشاد پاکر حضور نے نماز ہی میں اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ تو اسی وقت سے کعبہ قبلۂ عالم بن گیا۔ حجاج کرام مسجد قبلتین کی زیارت کرتے ہیں۔ اس گنہ گار نے بھی کی۔ اسی مسجد میں آیاتِ مذکورہ بالا نازل ہوئیں۔ اور حضور نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے کعبے کی طرف رُخ پھیر لیا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد:

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حضور نے چاہا کہ میرا قبلہ کعبہ بن جائے۔ خدا تعالیٰ نے حضور کا چاہا کر دیا۔ مگر کیا کہئے مولوی اسمٰعیل مصنف "تقویۃ الایمان" کے۔ کہ یوں لکھ دیا

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص۶۶)

حالانکہ رسول کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بن گیا۔ اگر کوئی مولوی اسمٰعیل کی بات مانتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ آج بھی نماز منہ بیت المقدس کی طرف کر کے پڑھا کرے۔ کعبہ تو قبلہ حضور کے چاہنے سے بنا ہے۔ یہ تو ارشاد تھا خدا تعالیٰ کا۔ خود حضور نے بھی اپنے متعلق فرمایا ہے۔

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۲۱)

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلنے لگیں

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلنے لگیں۔ مگر مولوی اسمٰعیل لکھتا ہے کہ:

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"

آہ! عجب چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

یہ کعبہ جو حضور کی مرضی کے مطابق قبلہ بنا۔ اس کا عالم یہ تھا۔ کہ اس کے اندر باہر
اور اوپر بت ہی بت تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے فاتحانہ طور پر مکہ
میں داخل ہوئے۔ تو سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے اور آپ نے حرم محترم کو بتوں کی
آلائش سے صاف فرمایا۔ چنانچہ آپ قل جاء الحق وزہق الباطل کی تلاوت فرماتے
ہوئے ایک ایک بُت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے اور بُت گراتے جاتے۔

نکتہ:

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی۔ کہ اللہ کا گھر جس کی طرف منہ کر کے ہماری نماز
ادا ہوتی ہے۔ وہ گھر خود جب تک اس میں اللہ کے محبوب کے قدم نہ آئے۔ پاک وصاف
نہ ہُوا۔ تو ایسی نماز جس میں اللہ کے محبوب کا خیال نہ ہو کب مقبول ہوسکتی ہے ع

تیرا خیال گر نہ ہو کیسے ادا نماز ہو

اسی طرح مومن کا دل بھی اللہ کا گھر ہے۔ اس میں بھی جب تک اللہ کے محبوب
کے قدم نہ آئیں گے۔ وہ کبھی پاک وصاف نہ ہوگا اور ہرگز اُسے اللہ کا گھر نہ کہا جائے گا دل
وہی دل ہے جس میں یاد مصطفےٰ جلوہ گر ہو اعلیحضرت ہی فرماتے ہیں ؎

دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا
سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا

دوسرا نکتہ:

کعبہ اللہ کا گھر تھا۔ جو بتوں کی آلائش سے ملوث تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے
اللہ کے گھر سے بتوں کو نکالا نہ یہ کہ معاذ اللہ کعبے ہی کو ڈھا دیا۔ اسی طرح جلوس میلاد شریف
میں اگر کوئی عاقبت نااندیش باجا بجانے لگے یا اور کوئی غیر شرعی حرکت کرنے لگے۔ تو
اس غیر شرعی حرکت سے جلوس شریف کو پاک وصاف کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ جلوس ہی کو بند

کر دیا جائے۔ سر میں درد ہو۔ تو درد کا علاج کیجئے۔ سر کو مت کٹائیے۔

کعبہ اپنے کعبہ کی طرف:

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب شرف المصطفےٰ سے نقل فرماتے ہیں:
اِنَّ الْکَعْبَۃَ تَسْتَاْذِنُ رَبَّھَا فِیْ زِیَارَۃِ قَبْرِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَاْذَنُ لَھَا۔ (نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر صـ ۱۵۲/۱)

قیامت کے روز کعبہ شریف اپنے رب سے عرض کرے گا۔ کہ الٰہی مجھے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دے۔ تو اللہ
تعالیٰ اُسے اجازت دے گا۔ اور وہ حضور کے روضہ شریف کی زیارت کے
لیے حاضر ہوگا۔

ع سب کا کعبہ اور ہے کعبے کا کعبہ اور ہے

کعبہ شریف کی زیارت کرنا بڑی سعادت ہے۔ لیکن خود کعبہ جس کی زیارت کے لیے
حاضر ہو۔ اس کی زیارت کرنا بہت ہی بڑی سعادت ہے ؎

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

علماء کی تصریح:

اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ بعض علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ:
بِاَنَّ الْمَشْیِ اِلٰی قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنَ الْمَشْیِ

اِلَی الْکَعْبَۃِ لِاَنَّ الْبُقْعَۃَ الَّتِیْ ضَمَّتْ اَعْضَاءَہُ الطریۃ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ ۔ (ص ۱۵۹ ج ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی طرف جانا کعبہ شریف کی طرف جانے سے افضل ہے کیونکہ زمین کا وہ حصہ جس کے ساتھ حضور کے اعضاء مبارکہ ملحق ہیں۔ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

الغرض کعبہ معظمہ کو ہر عزت حضور ہی کی بدولت حاصل ہوئی۔ حضور ہی نے بتوں سے اسے صاف فرمایا۔ اور چونکہ حضور نے اس کا طواف کیا۔ اسی واسطے ایک دنیا اس کا طواف بھی کرتی ہے۔ حضور نے اِسے مقام حجرِ اسود پر چوما۔ تو دنیا بھر کے مسلمان اِسے چومنے بھی لگے۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس اور رُخِ انور سے اس کے مقام ملتزم پر مَس فرما کر اس مقام کو یہ شرف بخش دیا۔ کہ ہر شخص اِس مقام پر ہاتھ پھیلائے ہوئے اور اپنے رخسار اس پر ملتے ہوئے چمٹا بھی رہتا ہے۔ گویا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں اس کعبہ کے لیے موجب عزت و شرافت بن گئیں۔ حضور کی نظر اگر کعبہ پر نہ پڑتی۔ تو کوئی نظر بھی ادھر نہ اٹھتی۔ یہ کعبہ کا قبلہ عالم بن جانا اس قبلہ عالم کے بھی قبلہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ اسی لیے اعلیحضرت نے حاجیوں کو مخاطب فرما کر فرمایا ہے کہ تم کعبہ تو دیکھ چکے۔ اب آؤ جس کے صدقہ میں یہ کعبہ قبلہ عالم بن گیا۔ اس کے روضہ انور کی بھی زیارت کرو۔ خوب فرمایا؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

عُشّاقِ روضہ

عُشّاقِ روضہ سجدے میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے سجدہ کیا پھر ان کے سردار حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سجدہ کیوں نہ کریں؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب یہ ہے۔ کہ بیشک ہونا تو یونہی چاہیئے۔ مگر چونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعتِ مطہرہ نے خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے سے روک دیا ہے اس لیے باوجود اس تمنا کے کہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں ہم ہرگز حضور کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور سجدۂ عبادت کو شرک اور سجدۂ تعظیم کو حرام سمجھتے ہیں۔ اعلیحضرت ہی فرماتے ہیں؎

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

احادیث میں آتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جانور آتے تو حضور کو سجدہ کرتے۔ یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور جب جانور بھی حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ ہمیں بھی اجازت دیں تاکہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں تو سرکار نے فرمایا: میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے

شوہر کو سجدہ کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خواہش تو صحابہ کی بھی تھی کہ حضور کو سجدہ کریں۔ مگر شریعت نے اجازت نہ دی اس لیے رُک گئے والد ماجد حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ آج بھی سچا مسلمان وہ ہے۔ جس کا دل تو چاہے کہ میں حضور کو سجدہ کروں مگر کرے نہ اس لیے کہ شریعت نے روک دیا ہے۔

پھر کریں کیا اور اپنا شوقِ دل کیسے پورا کریں؛ ہزار ہا رحمتیں نازل ہوں اعلیحضرت کی روحِ پر فتوح پر کہ اس مشکل کو اس پیارے انداز میں حل فرمایا کہ مردِ مومن پر وجد طاری ہو جائے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ؎

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

سمجھا کچھ آپ نے کیا فرما گئے؛ اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو" کسی غیرِ خُدا کے آگے سجدہ تو سر ہی کا ممنوع ہے۔ تو چلو ہم اس تکمیل شوق کے لیے سر سے کام ہی نہیں لیتے۔ یہ شوق دل کا ہے دل ہی یہ سجدہ بھی کرے۔ گویا ؏

سر خدا کے واسطے دل مصطفےٰ کے واسطے

کے مطابق اعلیحضرت نے یہ بھی فیصلہ فرما دیا ہے کہ نماز وہی نماز ہے جس میں اس نماز کی تعلیم دینے والے محبوب کا بھی خیال رہے اب آپ اعلیحضرت کا مذکورہ بالا شعر پڑھیے اور اس شعر کے عالمانہ و عاشقانہ انداز سے کیف و سرور حاصل کیجیے گنبد خضرا کے عاشق بحکم شریعت کعبہ ہی کی طرف جھکتے ہیں۔ مگر دل؛ بس اسے اللہ ہی جانتا ہے کہ ان عشاق کا دل کسی وقت بھی خیالِ محبوب سے خالی نہیں رہا۔ اور یہ عشاقِ روضہ خوب سمجھتے ہیں کہ۔ ؏

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظلّ

کعبہ بھی انہی کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ تو درحقیقت کعبہ

وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ حضرت بیدم فرماتے ہیں۔

ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
کعبے کا کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عشاق روضہ کا سر تو سوئے کعبہ رہتا ہے۔ اور نیت بس ادھر ہی کی ہوتی ہے۔ جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے یہی بات فرمائی ہے اعلیحضرت نے کہ ؎

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

چمکانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضَعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب لدنیہ صہ ۶ ج ۱)

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم راز الٰہی کے خزانہ اور امر الٰہی کے جائے نفاذ ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔ اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔

یہی بیان ہے علماء محققین کا۔ اور یہی ایمان ہے جمہور مسلمین کا۔ کہ دنیا میں کوئی بھی نعمت جس کسی کو بھی ملی حضور ہی کے دربار سے ملی۔ رسولوں کو رسالت اور نبیوں کو نبوت ملی تو یہیں سے۔ ولیوں کو ولائت۔ اماموں کو امامت، سخیوں کو سخاوت اور بہادروں کو شجاعت ملی تو یہیں سے۔ سچوں کو صداقت، عادلوں کو عدالت اور سیدوں کو سیادت ملی تو یہیں سے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت ہی فرماتے ہیں ؎

لا وَربِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور اسی حقیقت کا اظہار اعلیٰحضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ابوبکر کو نظر رحمت سے دیکھا تو صدیق اکبر بنا ڈالا۔ عمر کو اسی نظر سے دیکھا تو فاروق اعظم بنا دیا۔ عثمان پر نورانی نظر پڑی تو عثمان ذوالنورین بن گئے۔ علی پہ یہی نظر ڈالی تو شیر خدا بنا ڈالا جملہ صحابہ کرام بھی اسی نورانی نظر کی بدولت آسمان رشد وہدایت کے ستارے بن گئے۔ اور ان کے لیے حضور نے فرمادیا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۵۴۶)

میرے صحابہ تاروں کی مثل ہیں ان میں سے کسی کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اعلیٰحضرت اسی لیے اپنے قاسم نور آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

اور اے میرے نورانی آقا! میں بھی تو تیرا غلام اور تیرے آستانۂ نور کا بھکاری ہوں لہٰذا ؎

مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰحضرت نے اس سوال کو اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ ؎

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

جنگ بدر میں:

جنگ بدر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں تیر لگنے سے ان کے رخسار پر بہہ آئیں۔ حضرت قتادہ بارگاہ نور میں حاضر ہوئے تو

فَعَادَھُمَا مَکَانَھُمَا وَبَزَقَ فِیْھِمَا فَعَادَتَا تَبْرُقَانِ۔

(حجۃ اللہ للنبھانی صہ ۴۲۴)

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانۂ چشم میں رکھ کر ان پر اپنا لعاب دہن شریف لگا دیا تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔

جنگ اُحد میں:

جنگ اُحد میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی وہ بارگاہ نور میں حاضر ہوئے

فَبَزَقَ فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَتْ اَصَحَّ عَیْنَیْہِ۔

(حجۃ اللہ صہ ۴۲۴)

تو حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا تو وہ پہلی آنکھ سے بھی زیادہ صحیح ہو گئی۔

حضرت قتادہ کی دونوں آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ تو حضور کے فیضان سے دونوں چمک اُٹھیں۔ حضرت ابو ذر کی ایک آنکھ بے نور ہوئی۔ تو حضور کی شانِ تنویر نے اُسے پہلی آنکھ سے بھی زیادہ چمکا دیا۔ اسی لیے اعلٰحضرت نے بھی عرض کیا ہے کہ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حلیمہ سعدیہ:

حلیمہ سعدیہ ایک بدویہ عورت تھی۔ گمنام تھی اُسے کون جانتا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے جو دودھ پلایا۔ تو اس نسبتِ نور سے وہ بھی چمک اُٹھی۔ اور آج جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد شریف ہوتا ہے۔ وہاں حلیمہ سعدیہ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ مسجدوں میں میلاد کی محفلوں میں۔ سیرت نگاروں کی کتابوں میں ہر جگہ حلیمہ سعدیہ کا ذکر خیر موجود ہے۔ ایک غیر معروف بدویہ عورت کو حضور نے اس قدر چمکا دیا کہ ہر مسلمان ادب و احترام کے ساتھ اس کا نام لیتا ہے۔ اور اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسی لیے اعلٰحضرت نے لکھا ہے کہ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

کمالِ حُسن

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں !
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ (پ۳ ع۹)

وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے

یعنی وہ ارحام میں جس طرح خود چاہے تمہاری شکل وصورت بناتا ہے۔ چنانچہ اس نے کسی کو خوبصورت بنایا کسی کو ایسا نہ بنایا۔ کوئی پستہ قد ہے تو کوئی دراز قد۔ کسی کا رنگ گورا ہے تو کسی کا کالا۔ کوئی بینا ہے تو کوئی اندھا ہے یا کانا۔ کوئی گونگا ہے تو کوئی بہرہ خدا جسے چاہے جیسا بنائے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اس نے جس کو بھی جیسا بنایا ٹھیک بنایا۔

یہ تو ہے عام مخلوق کے لیے۔ مگر اب آئیے اس کے محبوب حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اور دیکھئے اللہ نے اپنے محبوب کو کیسے بنایا؟ کیا اسی عام دستور کے مطابق یعنی "کَیْفَ یَشَآءُ" یا اپنے محبوب کے لیے کوئی اور انداز اختیار فرمایا؟ اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

دیتے ہیں۔ حضرت حسان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال ملاحظہ کر کے حضور کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا ؎

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یعنی یا رسول اللہ! آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور دیکھتا بھی کیسے جب کہ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ میرے آقا! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق جیسا آپ نے خود چاہا ویسا ہی خدا نے آپ کو بنا دیا۔"

یہ حقیقت حضرت حسان نے بیان فرمائی ہے۔ کہ یہ عوام کے لیے ہے کہ جیسے خدا چاہے انہیں بنا دے۔ حضور کے لیے یہ بات نہیں۔ بلکہ اللہ نے جب محبوب کو پیدا فرمایا تو محبوب کو محبوب کی مرضی کے مطابق بنایا۔ محبوب سے پوچھ کر بنایا۔ جیسے محبوب نے چاہا ویسے ہی محبوب کو بنایا۔ اور چونکہ محبوب یہ کبھی نہیں چاہتا۔ کہ اس میں کوئی عیب ہو۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے چاہنے کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں۔ تو لامحالہ آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز بیان کے پیش نظر ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب خدا ہیں۔ ہر عیب ونقص سے پاک ومبرا ہیں۔ بے عیب خالق نے اپنے محبوب کو بھی بے عیب بنایا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ: جنگ اُحد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو دانت مبارک شہید ہوا۔

یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ حضور کا پورا دانت ٹوٹا اور مُنہ مبارک سے نکل آیا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں
پورا دانت اگر مُنہ سے نکل آئے۔ تو حسن و جمال میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حضور جب ہر نقص
سے پاک ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ حضور کا پورا دانت مبارک ٹوٹ کر مُنہ سے نکل آتا۔
محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کے ایک دانت کے کنارے کو ضرب آئی۔
اور اس کا تھوڑا سا کنارہ ٹوٹا۔ جوہری ہیرے کو گھڑتے ہیں۔ تو ہیرا اور بھی زیادہ خوبصورت
اور قیمتی ہو جاتا ہے۔ دانت مبارک کا کنارہ ٹوٹنے سے وہ دانت اور بھی زیادہ خوبصورت
ہو گیا۔ پتھر لگنے سے حضور کا لب مبارک زخمی ہوا۔ اور اس سے خون مبارک بہا۔ دانت بذاتہ
محفوظ اپنے مقام پر رہا۔ نکلا نہیں۔ کیونکہ آپ ہر عیب و نقص سے پاک ہیں۔ بخاری شریف
کی جلد دوم کے صفحہ ۵۸۲ کے حاشیہ پر یہ تشریح موجود ہے۔ کہ دانت مبارک کا صرف تھوڑا
سا کنارہ ٹوٹا۔ اور دانت محفوظ رہا۔ تاکہ حضور کے حسن و جمال کی آب و تاب میں کوئی فرق
نہ پڑے۔

کان مبارک:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا بے عیب ہیں۔ آپ کے
کسی عضو شریف میں کوئی عیب نہیں۔ کان کا عیب یہ ہے کہ وہ دور کی آواز نہ سُنے۔ چونکہ حضور
کے کان مبارک بھی بے عیب تھے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ حضور کے کان دور کی آواز
بھی سُن لیتے ہیں۔ چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔

(ترمذی شریف ص۵۵ ج۲ مشکوٰۃ شریف ص۴۴۹)

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے۔

اس حدیث پاک میں خود حضور نے فرما دیا کہ جن آوازوں کو تم نہیں سُن سکتے۔ میں سُن لیتا ہوں

پنگھوڑے میں:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور سے عرض کی۔ یارسول اللہ!
میرے اسلام لانے کا باعث آپ کے بچپن کا ایک معجزہ ہوا۔

رَاَیْتُكَ فِی الْمَهْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْهِ بِاِصْبَعِكَ
فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْهِ مَالَ۔

میں نے آپ کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے ہوا دیکھا۔ آپ جس
طرف اپنی انگلی کا اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جُھک جاتا۔

حضور صلی اللہ نے فرمایا:

اِنِّیْ كُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَیُحَدِّثُنِیْ وَیُلْهِیْنِیْ عَنِ الْبُكَاءِ وَاَسْمَعُ وَجْبَتَهٗ
حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے
بہلاتا اور میں اس کے گرنے کا دھماکا سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش
سجدے میں گرتا۔

(الامن والعلی ص۱۱۱ اور خصائص کبریٰ ج۱ ص۵۳)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا واقعہ ہے بچپن میں بھی آپ کی قوت سامعہ
کا یہ عالم تھا کہ چاند کے زیرِ عرش سجدہ کرنے کی آواز سُن لیتے تھے۔ عرش زمین سے کھربوں
میل دور ہے بلکہ اللہ ہی جانے کس قدر دور ہے۔ پھر جو کان بچپن میں عرش تک کی آواز
سُن لیتے ہیں۔ وہ ظہورِ نبوت کے بعد فرش پر کئی ہزار دو ہزار میل دور کی آواز کیوں نہیں
سُن سکتے سچ فرمایا اعلیٰحضرت ہی نے کہ ؎

دور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان   کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمانِ مبارک:

اوپر کی حدیث آپ نے پڑھی حضور نے فرمایا ہے "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں بھی بے عیب ہیں جن چیزوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے حضور دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو میرے لیے اٹھایا۔

فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ۔

(مواہب لدنیہ صد ۱۹۳ جلد ۲)

پس میں اُسے اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اس اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

(مشکوٰۃ شریف صد ۵۰۴)

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا، نماز میں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ امامت کے دوران میں آگے ہی دیکھتا ہوں

فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ۔

(بخاری شریف صد ۵۹ ج ۱)

قسم اللہ کی تمہارے سجدے اور رکوع مجھ سے مخفی نہیں رہتے میں تمہیں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

(مشکوٰۃ شریف صد ۶۹)

قسم ہے اللہ کی میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں

لطیفہ:

ایک بار یہ حدیث میں نے پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں سنائی تو بعد تقریر کے ایک منکر تعجب سے کہنے لگا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی آگے بھی دیکھے اور پیچھے بھی۔ میں نے کہا "کوئی" کی بات نہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے میں نے کہا جب حضور خود فرما رہے ہیں۔ پھر ایک مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ انکار کرے تاہم تمہیں سمجھانے کے لیے میں بتاتا ہوں۔ ایسے ہو سکتا ہے۔ دیکھ لو بس کا ڈرائیور آگے بھی دیکھتا ہے اور پیچھے بھی۔ وہ بولا۔ اس کے سامنے تو آئینہ لگا ہوتا ہے۔ میں نے کہا اور جس کے سامنے نبوت کا آئینہ لگا ہو؟ وہ کیوں نہ آگے بھی دیکھتا ہوگا اور پیچھے بھی۔

الغرض اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے مذکورہ بالا شعر میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ دنیا کی حسین و جمیل چیزوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آتا ہے۔ چاند باوجود اپنے حسن و جمال کے ایک سیاہ دھبہ رکھتا ہے۔ پھول اپنے حسن و لطافت کے ساتھ ساتھ کانٹا بھی رکھتا ہے۔ شمع اپنے نور و روشنی کے ساتھ ساتھ دھواں بھی رکھتی ہے۔ مگر اللہ رے حسن و جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہی ایک ایسا حسن کامل ہے جس میں کسی عیب و نقص کا گمان تک نہیں۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

دوسرے پھول تو خار رکھتے ہیں۔ مگر حسنِ مصطفےٰ ایک ایسا پھول ہے جس میں خار نہیں شمع دھواں رکھتی ہے مگر حسنِ مصطفےٰ ایک ایسی نورانی شمع ہے جس میں دھوئیں کا نشان تک نہیں۔

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیّت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضور سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت وسلطنت اور آپ کا تصرف و اختیار کچھ اس قدر وسیع ہے کہ چشمِ فلک نے مخلوق میں اتنا بڑا اختیار و تصرف اور اتنی بڑی دو جہاں گیر حکومت کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ زمین و آسمان برگ و شجر۔ شمس و قمر۔ بحر و بر غرضیکہ کون و مکان کا ہر ذرہ اس سلطان ذیجاہ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تاجدار ذی وقار کا ہر شے پر حکم و فرماں جاری ہے ؎

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

اُدھر زمین والے اگر حضور کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ تو اُدھر آسمان والے بھی حضور کے

ہر ارشاد پر قربان ہونے کو تیار ہیں زمین پر اگر پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں درخت بلائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اونٹ فریادرسی کے لیے حاضر ہو رہے ہیں اور جانور سجدہ کر رہے ہیں۔ تو آسمان پر سورج حکم پاکر اُلٹے قدم لوٹ رہا ہے۔ چاند اشارہ پاتے ہی ٹکڑے ہو رہا ہے۔ شبِ معراج ہر آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور ملائکہ صف بصف تعظیم و استقبال کے لیے چشم براہ ہیں۔ گویا ؎

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا

خدا کے بعد اتنی بڑی بڑائی صرف حضور ہی کو حاصل ہے۔ اور آپ سے کوئی بڑا نہیں ؎

سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

باوجود اتنی بڑائی کے حضور کا سر اقدس اپنے بڑائی دینے والے مالک کی بارگاہ میں جھکا رہا۔ اور آپ نے باوجود تملیکِ حق مالک جنت ہونے کے خدا کی اس قدر عبادت فرمائی۔ کہ کمالِ عبادت کا ظہور آپ ہی کی ذات بابرکات سے ہوا۔ اور اس وصفِ خاص سے بھی محبوب کو موصوف فرما کر خدا تعالیٰ نے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرما کر اور کہیں نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ اور کہیں مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِہٖ فرما کر آپ کی عبودیت کاملہ کا اعلان فرما دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جس طرح معبود حقیقی اپنی الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کا کوئی ثانی و شریک نہیں۔ اسی طرح عبد کامل (حضور علیہ السلام) بھی اپنی عبدیت کاملہ میں تنہا و بے نظیر ہیں۔ اور ان کا کوئی ثانی و مثیل نہیں ؎

یہی بولے سدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان ڈالے
ترے پایہ کا نہ پایا تجھے ایک نے ایک بنایا

مذکورہ بالا مختصر مضمون سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ خداداد قدرت و قوت حاصل ہے کہ چاہیں تو پتھروں سے کلمہ پڑھوا لیں۔ درختوں کو بُلالیں۔ چاہیں تو غروب شدہ سورج کو لوٹا لیں اور چاند کے ٹکڑے کر دیں۔ دوسری یہ کہ آپ نے جس قدر عظمت و رفعت پائی۔ اسی قدر آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے دکھائی گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قدرت و عبدیت ان دونوں صفتوں سے موصوف ہیں۔

اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز ممکنات میں شمار کی جاتی ہے صرف ایک خدا کی ہستی ہے جو واجب الوجود ہے۔ اور خدا کے سوا ہر چیز پر لفظ ممکن صادق آتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت کے شعر میں "ممکن" سے مراد ماشما عوام الناس ہیں اور "واجب" سے مراد خدا کی ذات ہے۔

اب سُنیئے! اعلیٰحضرت نے اپنے اس شعر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت مقدسہ کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہیں؟ اور انہیں کیا سمجھا جائے؟ سو اس باب میں دو صورتیں ظاہر ہیں کہ یا تو آپ کو گستاخانِ رسالت کی طرح اپنی مثل بشر کہا جائے یا خدا کہہ کر ارتکاب شرک کیا جائے۔ اعلیٰحضرت نے ان دونوں صورتوں کا بلیغ اور بادلیل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ممکن میں یہ قدرت کہاں:

اگر انہیں ممکن یعنی عام انسانوں کی طرح سمجھا جائے۔ تو پھر ایک عام انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں ہے، کہ وہ چاہے تو درختوں کو بلا لے۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوا لے سورج کو لوٹا لے اور انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دے۔ کبھی ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دے۔ یہ قدرت ماوشما میں کہاں ہے؟ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یقیناً ہے ؎

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

جب یہ قدرت حضور میں ہے۔ تو آپ ہماری مثل بھی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ ہم جو ممکن ہیں ہم میں یہ قدرت کہاں ہے؟ تو پھر حضور کیا ہیں؟ کیا خدا ہیں معاذ اللہ! یہ بھی نہیں اس لیے کہ:

واجب میں عبدیت کہاں؛

اگر آپ کو واجب یعنی خدا مانا جائے۔ تو پھر خدا میں یہ عبدیت کہاں ہے؛ کہ اپنے خالق کی عبادت کرے۔ اُسے سجدے کرے۔ اور اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔ یہ بات تو شایانِ شانِ حضور ہے۔ اور آپ ہی نے عبدیت کاملہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اور واجب الوجود میں تو عبدیت نہیں ہے۔ اس لیے کہ معبود ہے مسجود ہے عابد و ساجد نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں صورتیں ممکن و واجب کی بیان کر کے اعلحضرت حیرانی کا اظہار فرماتے ہیں:

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی ممکن بھی نہیں واجب بھی نہیں۔ تو پھر حضور کیا ہیں؛ چنانچہ آگے فرمایا ؎

حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیا ہی ایمان افروز اور کفر سوز فیصلہ ہے۔ یعنی حق تو یہ ہے کہ حضور اللہ کے تو بندے ہیں۔ اور ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ خالق و مخلوق کے درمیان ایک امر فاصل ہیں۔ " ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل " کے مطابق ایک ہاتھ خدا کے دستِ قدرت میں ہے۔ اور دوسرا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ میں۔ اُدھر خدا سے لیتے ہیں

اِدھر خدائی میں بانٹتے ہیں۔ آپ نہ خدا ہیں نہ ہی اس سے جدا۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر ساری مخلوق سے ممتاز اور ساری مخلوق کے حاکم و سلطان ہیں۔ آپ کی رفعت و عظمت اور آپ کی حیثیت مقدسہ کو خدا ہی جانے۔ آپ ایک رازِ خدا ہیں۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی ؎

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

اسی لیے حضور نے خود فرمایا:

لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَتِيْ غَيْرُ رَبِّيْ۔

میری حقیقت کو میرا اللہ ہی جانے۔

آمنّا و صدّقنا ہم تو محبوب خدا۔ سرِ الٰہ۔ سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختصر الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اعلحضرت ہی نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ؎

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولےٰ کہوں تجھے

جانِ جہاں

جہاں ہیں وہ جان کیا نظر آئے   کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانِ دو عالم ہیں۔ جسم میں جان نہ ہو تو جسم بیکار اور مُردہ کہلاتا ہے اسی طرح اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے اور نہ ہوں تو عالم نہ ہوتا نہ رہتا۔ چنانچہ اعلحضرت ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جان ہمارے جسم میں ایک ہوتی ہے اور ایک ہوتے ہوئے جسم کے ہر عضو میں اور بال بال میں موجود ہوتی ہے۔ جو جان ہاتھ میں ہے۔ وہی پیروں میں بھی ہے اور جو جان کانوں میں ہے وہی آنکھوں میں بھی ہے۔ اسی لیے جسم کے کسی حصہ کو کوئی تکلیف پہنچے تو جان بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سارے جہان کی ایک ہی جان ہے۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اہلِ جہاں میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو۔ تو حضور پر وہ شاق گزرتی ہے۔ آیت عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ اس امر پر شاہد ہے کسی عضو کی تکلیف پر ضروری ہے کہ اُس کا جان سے تعلق ہو تب جان کو اس کی تکلیف کا احساس ہوگا۔ اور اگر جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا جائے تو وہ حصہ جان سے متعلق نہیں رہتا۔ تو اب اس عضو کو چاہے

کیڑے مکوڑے کھا جائیں تو جان کو علم تو ہوگا۔ مگر پروا نہ ہوگی۔ یونہی جن کا تعلق حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہے ان کی ہر تکلیف حضور پر شاق گزرتی ہے۔ اور جو اس جان سے کٹ کر الگ ہو چکے کفار و مرتدین کی طرح۔ ان کو جہنم کی آگ بھی کھا جائے۔ تو سرکار کو اس سے کیا؛ ہاں حضور اپنے غلاموں کے لیے چاہیں گے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

یہ جان جسم میں موجود ہوتی ہے۔ مگر آج تک جان کو کسی نے دیکھا نہیں۔ چنانچہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک دیدِ جان را دستور نیست

یعنی جسم سے جان اور جان سے جسم پوشیدہ نہیں۔ مگر جان کے دیکھنے کا دستور نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ ابولہب کی بیوی ایک پتھر اٹھائے ہوئے اس ارادہ سے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس سے ماروں گی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کے گھر آئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے ساتھ بیٹھے تھے باوجود سامنے تشریف فرما ہونے کے حضور زوجۂ ابولہب کو نظر نہ آئے۔ اور وہ صدیق اکبر سے پوچھنے لگی۔ کہ تمہارا دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے؟ صدیق اکبر نے فرمایا یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں۔ وہ بولی مجھے تو وہ نظر نہیں آتے ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا تجھے نظر آئیں نہ آئیں حضور یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں چنانچہ وہ مایوس واپس چلی گئی (جامع المعجزات)

شب ہجرت جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے حضور کے مکان کو گھیر لیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰسین تلاوت فرماتے ہوئے ان میں سے نکل گئے۔ اور حضور کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور پھر جب حضور مکہ سے پانچ میل دور کوہ ثور کے غار میں تشریف فرما ہوئے۔ اور قریش مکہ آپ کی تلاش میں جب اُس غار تک آ پہنچے۔ تو باوجود

کافی تلاش کے وہ حضور کو دیکھ نہ سکے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز غار کے گرد کافروں کا حضور
کی اسی تلاش کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ غار کے گرد پھرنے والے اور حضور کو دیکھ
لینے کی کوشش کرنے والے دشمن ناحق گردِ غار پھر رہے ہیں۔ وہ حضور کو ہرگز دیکھ اور پا نہ
سکیں گے۔ اس لیے کہ حضور جان ہیں۔ اور جان کسی کو نظر آ جائے؛ یہ مشکل ہے ؎

جاں ہیں وہ جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

جہنم کے لُقمے

لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی !
نہ منکروں کا عبث بد عقیدہ ہونا تھا

اَلۡاَشۡیَآءُ تُعۡرَفُ بِاَضۡدَادِھَا کے مطابق کسی چیز کا کمال ظاہر ہونے کے لیے
اُس کی ضد کا ہونا ضروری ہے۔ قدرِ صحت کے لیے مرض اور لطفِ حلاوت کے لیے
تلخی کا وجود ضروری ہے۔ کسی پہلوان کی شجاعت اور اس کے کمالِ فن کا اظہار نہیں ہوسکتا
جب تک کہ اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا پہلوان اکھاڑے میں نہ اترے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون کو رکھا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کو رکھا۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ
میں ابوجہل کو اور خود اپنے دشمن شیطان کو بھی پیدا فرما دیا۔ غور کر لیجئے۔ کہ اگر فرعون نہ ہوتا تو
موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کا پھٹ جانا، یدِ بیضا اور آپ کے عصا کا سانپ بن جانا کیسے
وقوع پذیر ہوتا؟

نمرود نہ ہوتا۔ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آتشکدہ نمرود کا باغ و بہار بن جانا
وغیرہ معجزات کا ظہور کب ہوتا؟ ابوجہل نہ ہوتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اک اشارۂ انگشت

سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا. سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا اور اسی طرح دیگر کئی معجزات کا اظہار کیسے ہوتا ؛ یزید نہ ہوتا تو صبرِ حسین رضی اللہ عنہٗ کا مظاہرہ کیسے ہوتا ؛ اسی معنی میں یہ کہا جاتا ہے. کہ کافروں کا وجود بھی مسلمانوں کے لیے ایک نعمت ہے. اور وہ یوں کہ کافر سے جہاد کرتے ہوئے مرتے والا شہید اور اُسے مارنے والا غازی ہوتا ہے. تو اگر کافر نہ ہوتے تو مسلمانوں میں نہ کوئی شہید ہوتا نہ غازی. کافر ہوئے تو مسلمانوں میں غازی بھی ہوئے اور شہید بھی.

المختصر! خدا نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں فرمائی. اسی اصول کے پیشِ نظر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے مذکورہ بالا شعر میں فرمایا ہے ؎

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

یعنی خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے اور ہر ایک کا پیٹ بھرتا ہے. اُسے اپنی ایک مخلوق جہنم کا پیٹ بھی بھرنا تھا اسی لیے قرآن میں اس نے یہ وعدہ فرمایا ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ یعنی میں ضرور جہنم (کے پیٹ) کو بھروں گا. اب دیکھنا یہ ہے. کہ جہنم کا پیٹ کن لوگوں سے بھرا جائیگا؛ مردِ مومن تو لقمۂ جہنم بن نہیں سکتا. پھر جہنم کا لقمہ کون بنے ؛ چنانچہ جہنم کا پیٹ بھرنے کے لیے ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار شروع کر دیا. آپ کی ہدایات و ارشادات سے منہ پھیر لیا. اور ایسے لوگوں نے حضور کے فضائل سُن سُن کر ہیں جلنا شروع کر دیا. اور بتا دیا کہ جہنم میں جلنے کے لیے ہمیں موزوں ہیں کہ ہم جلنا خوب جانتے ہیں.

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بدعقیدگی کے حامل ہیں. عبث و بیکار نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اس حکمت پر مبنی پیدا کیے گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ کا اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے ان سب کو جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے. ان کا ہونا ضروری تھا. ورنہ جہنم بھوکا رہ جاتا. یہ جس قدر منکرین رسالت اور بدعقیدہ افراد ہیں

یہ سب لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ کے وعدۂ ازلی کی تکمیل کے لیے بدعقیدہ ہوئے ہیں. اور یہ جو حضورؐ کی رفعت و عظمت سُن سُن کر جل بھُن جاتے ہیں. اس کی یہی وجہ ہے کہ خدا نے انہیں جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے. سچ فرمایا اعلیٰحضرت نے ؎

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

والدی المعظم فقیہ اعظم حضرت مولانا پیر ابو یوسف محمد شریف

محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام

موسوم بہ

تبرکات

فقیہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُسے اپنے والدین ۔ اولاد تمام رشتہ داروں اور سارے لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ ہوگی ۔

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے کہ مومن ہونے کے لیے ضروری ہے ۔ کہ ماں باپ اولاد اور سارے لوگوں سے بڑھ کر حضور سے محبت ہو گویا ایمان نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ۔ حفیظ نے خوب لکھا کہ ؎

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

اور میں نے لکھا ہے ؎

اطاعت کبریا ہی کی اطاعت مصطفٰی کی ہے
جسے ایمان کہتے ہیں محبت مصطفٰی کی ہے

نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ بیشک ضروری ارکان ہیں ۔ مگر اس حدیث میں حضور نے

اپنی محبت کو ایمان بتایا ہے۔ اگر کوئی نمازی اور روزہ دار، حاجی یا سخی ہو۔ مگر حضور سے اُسے محبت نہ ہو۔ تو اس کی نماز، زکوٰۃ اور اس کا حج و روزہ سب بیکار ہے۔ میں نے لکھا ہے سہ

سرکار کی الفت سے گر دل ہے ترا خالی
اعمال ترے سارے بے کار نظر آئے

اس حدیث کے مطابق والدی المعظم حضرت فقیہ اعظم مولانا پیر ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ کے مطابق آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت کے ساتھ ذکر فرماتے رہتے۔ اپنے مواعظ میں حضور کے فضائل بیان فرماتے ہوئے حضور کا اسم گرامی لیتے وقت تعظیماً سر جھکا لیتے اور انگوٹھے چوم کر پرنم آنکھوں سے لگا لیتے۔

مدینہ منورہ کا اکثر ذکر فرماتے۔ پہلی مرتبہ جب آپ حج کے لیے گئے تو مدینہ منورہ میں چھ ماہ قیام فرمایا۔ یہ دور مبارک ترکیوں کا تھا۔ نجدیوں کا نہ تھا۔ اپنے قیام مدینہ منورہ کی ایمان افروز باتیں سنایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ترکیوں کو حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا پیار تھا۔ تعمیر مسجدِ نبوی ان کے پیار و محبت کی شاہد ہے مواجہ شریف کی سُنہری جالی میں درود و سلام میں یا رسول اللہ لکھنا۔ اور روضہ مقدسہ کی پیشانی پر آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ اور حدیث مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ کا لکھنا۔ اور حضور کے آثار مقدسہ کا تحفظ یہ سب کچھ ترکیوں کے حُسنِ عقیدت کا مظاہرہ ہے۔ مسجد شریف کی قبلہ رُخ کی ساری دیوار پر جلی حرف سے لکھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ گرامی زائر کی روح کو وجد میں لے آتے ہیں [1]

[1] حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے تھے۔ حکومت ترکیہ کے آرڈر کے مطابق گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ میں جتنی تعداد میں کتے ہیں۔ ان کتوں کی تعداد رجسٹر میں درج کر رکھی ہے۔ اور ان کا سرکاری وظیفہ مقرر کر رکھا ہے۔ والدی المعظم رحمۃ اللہ علیہ دو مرتبہ حج کے لیے گئے ہیں۔ پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں چھ ماہ قیام فرمایا اسی دوران میں حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شرف ملاقات حاصل فرمایا۔ فرماتے تھے۔ کہ ایک دن میں بارگاہ نبوی میں سلام عرض کرنے باب السلام میں داخل ہوا۔ تو ایک نہایت وجیہ اور نورانی چہرہ سفید ریش والے بزرگ روضہ شریف سے دور دو زانو اور چہرہ جھکائے ہوئے بیٹھے نظر آئے۔ ان کی نورانی صورت نے مجھے اُن کا گرویدہ کر دیا۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ یہ حضرت علامہ یوسف نبہانی ہیں۔ میں بھی ان کے پاس دو زانو بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے میری طرف توجہ فرمائی۔ تو میں نے عرض کیا۔ حضور میں آپ سے غائبانہ متعارف ہوں میرے پاس آپ کی جلیل کتابیں حجۃ اللہ علی العالمین، جواہر البحار، استغاثۃ الخلق وغیرہا موجود ہیں۔ اور میں نے پڑھی ہیں انہوں نے جب سنا تو بڑی شفقت سے مجھ سے مخاطب ہوئے۔ اور میرا وطن پوچھا میں نے بتایا۔ اور پھر بڑے ادب سے میں نے پوچھا۔ کہ حضور! روضہ شریف سے آپ اتنی دور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو روتے ہوئے فرمانے لگے۔ میں اس قابل نہیں کہ حضور کے قریب

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

ف افسوس کہ اب نجدیوں نے روضہ شریف کی پیشانی پر آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ کو مٹا کر مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ لکھ دیا ہے۔ قرآن میں تحریف ممکن نہیں ورنہ نجدی اس آیت کو قرآن سے بھی نکال دیں حدیث مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ کو بھی مٹا دیا ہے۔ سنہری جالیوں میں "یا" کو بھی مٹا دیا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ یا کے دو نقطے تا حال موجود اور نجدیوں کی اس حرکت پر نکتہ چیں ہیں۔

جاؤں۔ اللہ اکبر! والد ماجد علیہ الرحمۃ فرماتے تھے ان کی یہ تواضع دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ پھر اکثر ان سے ملاقات ہونے لگی۔ اور والد ماجد علیہ الرحمۃ کو انہوں نے حدیث کی سند عطا فرمائی۔ نجدیوں نے حضرت علامہ نبھانی علیہ الرحمۃ کی جملہ کتابوں کو اپنی مملکت میں ممنوع قرار دے رکھا ہے عجیب توحید ہے ان نجدیوں کی۔ کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے بازاروں میں ہندوستانی ایمانی فرقے کے رسالے اور فحش لٹریچر عام نظر آتا ہے اور علامہ نبہانی کی افروز کتابیں۔ دلائل الخیرات اور کنز الایمان کا داخلہ ممنوع ہے۔

نجدیوں نے جب مزارات مقدسہ کو ڈھایا۔ تو والدی المعظم نے "اباحۃ السلف البنا علی قبور المشائخ والعلماء" کے نام سے ایک محققانہ کتاب لکھی جس میں ثابت کیا کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر قبے بنانا جائز اور ان کو گرانا ناجائز ہے۔ اس علمی کتاب پر حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ لکھی پھر ایک اور کتاب "آنحضرت کی نجدیوں سے نفرت" لکھی اور ثابت کیا کہ یہی بدنصیب نجدی ہیں جن سے حضور کو سخت نفرت تھی اور حضور نے ان کے لیے دعا نہیں کی۔

الغرض والدی المعظم حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کو مدینہ منورہ سے بیحد پیار تھا۔ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے بیقرار رہتے تھے۔ آپ نے چند نعتیں لکھیں۔ اور ان میں اپنی اسی بیقراری کا اظہار کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر پیار تھا کہ حضور کا ذکر کرتے وقت آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ چنانچہ اپنی فارسی نعت میں عرض کرتے ہیں ؎

زشوقت ایں حزیں بیمار تا کے ‏‏ ‏‏ زہجرت چشمِ من خونبار تا کے

اردو نعت میں عرض کرتے ہیں ؎

عارضِ گلرنگ دکھلائیں ہمیں ‏‏ ‏‏ ہجر میں کب تک رہیں ناچار ہم

دوسری جگہ کہتے ہیں ؎

ہجرِ نبی میں یارب دل کو ہے بیقراری ‏‏ ‏‏ سینہ میں سوزِ پنہاں آنکھوں سے اشک جاری

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرما کر قدموں میں بلا لیا۔ تو شکر بہ زیارت کے عنوان سے لکھا ؎

شکر خدا کہ پوری ہوئی دل کی آرزو ‏‏ ‏‏ بیٹھے جناب سرورِ عالم کے روبرو

عرصۂ دراز ہوا میں نے ایک نعت لکھی تھی:

عشقِ حبیبِ کبریا سے ہے جو دل بسا ہوا

سامنے اس کے اوج کے ہے یہ فلک جھکا ہوا

یہ میرا نعت لکھنے کا ابتدائی دور تھا اس نعت کا مقطع یہ تھا:

صبح و مسا مرے خدا ہے یہ بشیر کی دُعا

در پہ ترے حبیب کا سر ہو مرا جُھکا ہُوا

والد ماجد علیہ الرحمۃ مجھ سے یہ نعت سُن کر بہت خوش ہوئے۔ بالخصوص مقطع کو بیحد پسند فرمایا اور پھر خود گنگنانے لگے:

صبح و مسا مرے خدا ہے یہ شریف کی دُعا

در پہ ترے حبیب کا سر ہو مرا جھکا ہوا

فرماتے تھے تم نے میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔

اس مجموعہ میں حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی نعتیں بھی تبرکات کے عنوان سے شائع کی جا رہی ہیں۔

ابو النور محمد بشیر

حمد و نعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ خَالِقُ الْاِنْسَانِ
وَالشُّکْرُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ غَافِرُ الْعِصْیَانِ
وَالصَّلٰوةُ عَلَى الَّذِیْ هُوَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
وَهُوَ الشَّفِیْعُ لِکُلِّ مَنْ هُوَ وَقَعَ فِی الْخُسْرَانِ
اَلَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى
کَلَّا وَمَا خُلِقَ الْوَرٰى وَهُوَ رَفِیْعُ الشَّانِ
اَلَّذِیْ شَهِدَ الْحُصَاةُ بِصِدْقِهٖ فِیْ کَفِّهٖ
بَایَعَ الْاَصْحَابُ مَعَهٗ بَیْعَةَ الرِّضْوَانِ
اِسْمَعُوْا مَا قُلْتُ فِیْ مَدْحِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰى
وَاَنَا الشَّرِیْفُ الْمَادِحُ یَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ

زہجرت چشمِ من خونبار تا کے

رسول اللہ ببیں محرومئِ ما — زرحمت کن نظر بر شومئے ما
زشوقت ایں حزیں بیمار تا کے — زہجرت چشمِ من خونبار تا کے
بیا با لطف احسانیکہ داری — کنم تا کے چنیں فریاد وزاری
برفت از خاطرِ زارے قرارے — شب و روز است زاری کار بارے
بسوزِ ہجرِ تو بیمار گشتم — بے حیران و بس لاچار گشتم
زمدت آرزوئے وصل دارم — شب و روز اندریں خواہش گذارم
خوشا وقتیکہ در خوابم بیائی — جمالِ پر ضیا بامن نمائی
زہے قسمت کہ در خوابت بہ بینم — زبستانِ جمالت گل بہ چینم
مرا آزارِ عشقت شد پدیدار — علاجے نیست الا وصل و دیدار
نجی شد نوح از طوفاں طفیلت — خلیں از نار شد خنداں طفیلت

بمعراجت براقِ برق رفتار گذشت از گنبدِ گردونِ دوّار

نہ باشد دور از بندہ نوازی کہ روزے مرحمت بر ما بسازی

بدارم چشم از لطفت کہ روزے نجاتے یابم از ہجران و سوزے

شوم گر فائز الخدمت بہ نیساں کنم جاروبِ درگاہت بمژگاں

مرا اسم نیست از محشر کہ دارم پناہِ مصطفےٰ بر حالِ زارم

شریفا خواندہِ لَا تَقْنَطُوا را

تو یابی از خدا ایں آرزو را

بخشش کے واسطے ہے کافی ترا اشارا

اے سیدِ دو عالم فخرِ رسل خدارا
بلوائیے مدینہ تجھ بن نہیں گذارا

فرقت میں عمر گزری محروم مر چلا ہوں
سینہ مرا ہے بریاں دل ہے مرا دوپارا

جس آدمی کے دل میں الفت نہیں ہے تیری
وہ آدمی نہیں ہے حیوان ہے نکارا

شکرِ خدا کہ حق نے اُمت تری بنایا
بخشش کے واسطے ہے کافی ترا اشارا

منکر نکیر آکر پوچھیں گے قبر میں جب
فی النور نام لوں گا اُس وقت میں تمہارا

میں نے تری محبت مدت تلک چھپائی

"در دا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا"

نکلوں گا ہند سے میں ملکِ عرب کی جانب

فرقت میں اتنی دوری مجھ کو نہیں گوارا

زاہد ہے کوئی اور ہے تقویٰ پہ کوئی نازاں

پر اس شریف عاصی کو ہے ترا سہارا

مجھ کو مدینے لے چل کر دُور بیقراری

ہجرِ نبی میں یارب دل کو ہے بے قراری

سینہ میں سوزِ پنہاں آنکھوں سے اشک جاری

روضہ کے پاس جاکر قدموں میں سر کو رکھ کر

دردِ دلی سُنا کر چاہوں گا غمگساری

فرقت میں حال میرا اب ہو گیا ہے خستہ

کس کو سُناؤں جاکر اپنی یہ گریہ زاری

ہر سال اہلِ قسمت حاصل کریں زیارت

افسوس میری قسمت کرتی نہیں ہے یاری

کب تک رہوں گا سہتا میں ہجر کی مصیبت

اب صبر بھی ہے مشکل گزری ہے عمر ساری

عاجز شریف ہردم کرتا یہی دعا ہے

مجھ کو مدینے لے چل کر دور بیقراری

ہجر میں کب تک رہیں ناچار ہم

کس طرح ہوں بحرِ غم سے پار ہم
عشق میں احمد کے ہیں سرشار ہم

یا رسول اللہ مدد کو آئیے
اب تو ہیں حضرت بہت لاچار ہم

رحمۃ للعلمین یا رسول !
رحم کر ہیں بیکس و بے یار ہم

تیری الفت کے سوا رکھتے نہیں
کاروبارِ دہر سے کچھ کار ہم

میرے دل پہ نقش ہے نامِ رسول
رکھتے ہیں ہر دم یہی تکرار ہم

جس کے دِل میں اُلفتِ احمد نہ ہو
اس سے سو سو بار ہیں بیزار ہم

عارضِ گلرنگ دکھلائیں ہمیں
ہجر میں کب تک رہیں ناچار ہم

قالب بے جاں پڑا ہوں ہند میں
میرے مولا ہوں گے کب زوّار ہم

اپنے دل میں اور کچھ رکھتے نہیں
غیرِ حُبِّ احمدِ مختار ہم

جان و دل قرباں کریں اس جان پر
خواب میں پائیں اگر دیدار ہم

مجھ کو صحت کی ضرورت ہی نہیں عشق میں حضرت کے ہیں بیمار ہم

روئے حضرت کا تصور دل میں ہے پائیں گے اس شغل سے دیدار ہم

ہم غلامانِ نبی ہیں اے شریف

فکر کیا ہے گرچہ ہیں بدکار ہم

محشر میں ہم تو شوق سے نعتیں سنائیں گے

یارب مدینہ پاک کبھی ہم بھی جائیں گے

مدت کی آرزو کو کبھی ہم بھی پائیں گے

یوں تو تمام عمر کٹی ہے فراق میں

جب جائیں گے تو حالِ دل اپنا سنائیں گے

زخمِ جگر فراق میں کھلتا ہے دن بدن

خاکِ درِ رسول کا مرہم لگائیں گے

ہے آرزو کہ روضۂ اطہر کو دیکھ کر

آنکھیں ملیں گے چومیں گے سر اٹھائیں گے

سمجھیں گے ہم کو مل گئی باغ و بہار خلد

جب ہم پہنچ مدینۂ انور میں جائیں گے

محشر کے دن کا دل میں مرے کچھ خطر نہیں
محشر میں ہم تو شوق سے نعتیں سنائیں گے

جب ہے ہمارے دل میں محبت حضور کی
حضرت کے ساتھ ہم بھی تو جنت میں جائیں گے

طائر بنا کے جلد اُڑا یا خُدا ہمیں
کب تک فراق و ہجر میں ہم دِل جلائیں گے

دن رات ہے شریف کی وردِ زباں یہی
یا رب مدینہ پاک کبھی ہم بھی جائیں گے

مدد کو آیئے یا مصطفٰی خُدا کے لیے

صبا مدینے کو اب جا ذرا خُدا کے لیے
مرا یہ حال نبی کو سُنا خدا کے لیے

ہو مجھ پہ رحم حبیبِ خدا، خدا کے لیے
گناہ جتنے ہیں میرے مٹا خدا کے لیے

طبیبِ خستہ دلاں تو ہے یا رسول اللہ
میں خستہ دِل ہوں مری کر دوا خدا کے لیے

تو آفتابِ جہاں ہے نہاں رہے کیوں کر
مدینہ طیبہ سے باہر آ خُدا کے لیے

تو اپنی اُمتِ عاصی کی لے خبر جلدی
قبول کر یہ مری التجا خدا کے لیے

گنہ کا بار ہے گردن پہ تھک گیا ہوں میں
مدد کو آیئے یا مصطفٰی خُدا کے لیے

سفید آنکھیں ہوئی ہیں مری بہت رو کر
تو اپنی خاک کا سُرمہ لگا خدا کے لیے

اگرچہ حالتِ یقظہ میں مَیں رہا محروم
جمال خواب میں آ کر دکھا خدا کے لیے

تو اپنے چہرہ سے ظلمت کی شام روشن کر
جہان سارے کو کر پُر ضیا خدا کے لیے

ترے فراق میں دن رات میں تڑپتا ہُوں
یہ آگ ہجر کی مولا بجھا خُدا کے لیے

تو اپنے فضل و عنایت سے کر کرم مجھ پر
نہ دیکھ تو مرے جُرم و خطا خدا کے لیے

نہیں شریف کا تیرے سوا کوئی حامی
بروزِ حشر مدد کے لیے آ خدا کے لیے

مجھے میرا آقا مِلا دے الٰہی

مدینے کی بستی دکھا دے الٰہی
مرے دل کی حسرت مٹا دے الٰہی

مجھے لطف جینے کا آتا نہیں ہے
محمّد کا روضہ دکھا دے الٰہی

مجھے اُس کی الفت نے سب کچھ بھلایا
تو فضل و کرم سے ملا دے الٰہی

مری جان غم میں نہایت ہے مضطر
تو اس غم سے مجھ کو چھڑا دے الٰہی

مری بے کسی پر ہو رحمت تمہاری
جُدائی کا پردہ اُٹھا دے الٰہی

فراقِ نبی میں ہُوا دل دو پارا
مرے دل پہ مرہم لگا دے الٰہی

میں ہوں بندہ اس کا وہ ہے میرا آقا ۔۔۔ مجھے میرا آقا ملا دے الٰہی
گدائی مدینہ کی بہتر ہے مجھ کو ۔۔۔ تو طیبہ کا کوچہ دکھا دے الٰہی

شریفِ گنہ گار کی ہے تمنا
مدینے کی بستی دکھا دے الٰہی

نبیؐ کا قیامت میں دیدار ہوگا

جو عشقِ محمدؐ میں بیمار ہوگا ۔۔۔ وہی روزِ محشر میں سردار ہوگا
محبِّ نبی بخشا جائے گا بیشک ۔۔۔ اگرچہ وہ کیسا گنہ گار ہو گا

نہیں جس کے دل میں محبت نبی کی ۔۔۔ وہ دنیا میں بھی دربدر خوار ہوگا
قیامت کے دن کا بھلا خوف کیوں ہو ۔۔۔ نبی جبکہ اُمت کا غم خوار ہو گا

نبی اپنی اُمت کو چھڑوا ہی لیں گے ۔۔۔ اگرچہ گناہوں کا انبار ہوگا
قیامت کا خواہاں ہوں جب سے سنا ہے ۔۔۔ نبی کا قیامت میں دیدار ہو گا

تمنائے دیدار میں مر چکا ہوں ۔۔۔ کوئی مجھ سا محروم و نادار ہو گا
فراقِ نبی میں ہوا حال ابتر ۔۔۔ مرا ہجر میں جینا دشوار ہو گا

کرے گر کوئی ٹکڑے ٹکڑے بدن کے — محبت تری سے نہ انکار ہو گا

نکل جاؤں گا میں مدینے کو اک دن — مرا ہند میں رہنا دشوار ہو گا

شریف اپنے آقا کا دامن نہ چھوڑو

مصیبت میں وہ حامی و یار ہو گا

نگاہیں خلق کی اُٹھتی ہیں مجھ پر اُنگلیاں ہو کر

الٰہی یہ تمنا ہے رہوں میں بے نشاں ہو کر

شہیدِ عشق ہو جاؤں نبی کا نعت خواں ہو کر

مرے اشعار سادہ ہیں تخیّل شاعرانہ ہے

اُڑائے مضحکہ کوئی نہ شاعر خوش بیاں ہو کر

مرے دل میں رسولِ ہاشمی کا عشق پنہاں ہے

یہی سودا رہا طفلی میں اور پیر و جواں ہو کر

نہاں تھا مدتوں سے دِل میں عشقِ احمدِ مُرسل

مری پردہ دری کی چشمِ تر نے خوں فشاں ہو کر

میری بدقسمتی دیکھو کہ جن پر دل سے شیدا ہوں

نظر آتے نہیں مجھ کو وہ عالم میں عیاں ہو کر

مجھے عشقِ رسول اللہ نے گھائل کر دیا ایسا

تڑپتا ہوں مثالِ مرغِ بسمل نیم جاں ہو کر

مزارِ پاک کے بوسے لیے جا کر مدینے میں

سنائی دردِ دل کی داستاں خود ترجماں ہو کر

نہ آیا صبر پھر بھی اس دلِ مضطر کو اک ذرّہ

رہا ویسے ہی نالاں روبروئے آستاں ہو کر

میں عاشق ہوں رسول اللہ کا ایسا زمانہ میں

نگاہیں خلق کی اُٹھتی ہیں مجھ پر اُنگلیاں ہو کر

کوئی کہہ دے شریفِ زار سے تم کیوں ہراساں ہو

چھڑائیں گے تجھے سرورِ شفیعِ عاصیاں ہو کر

شکریہ زیارت

شُکرِ خدا کہ پوری ہوئی دل کی آرزو

بیٹھے جنابِ سرورِ عالم کے رو برو

شُکرِ خدا حضور سے طلبی ہوئی مری

پھرتے رہے خوشی سے مدینے میں کو بکو

لاکھوں ہزار شُکر ہے پروردگار کا

دیکھے رسولِ پاک کے انوار سُو بسُو

ہم کون تھے کہ ہم کو یہ دولت ہوئی نصیب

دنیا کے بادشاہوں کو ہے جس کی جُستجو

اپنے کرم سے حق نے دکھایا یہ دن ہمیں

ورنہ کہاں مدینہ کہاں یہ سیاہ رو

صد شکر ہے کہ نعمتِ عظمیٰ ہمیں ملی
جس کے لیے ہمارے دلوں میں تھی بے کلی

بالی پکڑ کے ہم نے نکالے دلی بخار
شرمِ گنہ سے آنکھیں ہماری تھیں اشکبار

رو رو کے سب حضور سے حالِ دلی کہا
ہم پر ہوئے حضور کے الطاف بے شمار

ہر روز بارگاہ میں آتے تھے ہم غریب
ہر روز تھی سلام کی مسجد میں اک بہار

بعد از نماز روضۂ انور کے سامنے
ہوتی تھی ذوق و شوق سے صلواۃ کی پکار

پھر بیٹھ کے حضور کے روضہ کے سامنے
گردن جھکا کے عرض سناتے تھے بار بار

صدیق کی جناب میں کہتے تھے ہم سلام
بوبکر ہیں حضورِ معظم کے یارِ غار

پھر حضرتِ عمر کو سناتے تھے حالِ دل
کیسا خوشی کا وقت تھا کیسی تھی اک بہار

عثمانِ پاک سے ملے جا کر بقیع میں
دیکھا وہاں امام حسن کا بھی ہے مزار

دیکھا بقیع میں ہے جو روضہ بتول کا
ابنِ رسول کے بھی ہے روضہ کی واں بہار

دیکھا مزارِ پاک حلیمہ کا بھی وہاں
پالا ہے جس نے دودھ سے سرکارِ دوجہاں

بوقت حاضری دربار مدینہ

بہت در در پھرے اب آپ کے در پر ہم آئے ہیں

دلِ بریاں ستم دیدہ کو نذرانے میں لائے ہیں

بہت مدت سے تھے مشتاق ہم تیری زیارت کے

تری فرقت میں اے مولیٰ بہت صدمے اُٹھائے ہیں

بحمداللہ تمنائے دلی پوری ہوئی ہے آج !

مقابل روئے انور ہم نے ڈیرے آجمائے ہیں

ترے دربار میں مولا سوالی بن کے آئے ہم

گناہوں کی ندامت سے یہ گردن ہم جھکائے ہیں

بہت انبار ہیں سر پر گناہوں کے مرے مولا

گنہ کے بخشوانے کو ترے دربار آئے ہیں

ترے رستے میں جانبازوں نے جو تکلیف دیکھی ہے

ہزاروں نعمتوں سے بڑھ کے اس کے لُطف پائے ہیں

جہازوں کی جو تھی تکلیف وہ بھی عین راحت تھی

محبت کے مزے میں بدّوؤں سے دکھ اُٹھائے ہیں

ترے روضہ کے زائر کو شفاعت کا یقیں آیا

خَبرمَن زَارَقَبْرِی سے یہ معنی ہم نے پائے ہیں

شریفؔ خستہ دل کو محو رکھنا اپنی اُلفت میں

یہی ہے آرزو اس کے سُنانے کو ہم آئے ہیں

تصانیف سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب
کوٹلی لوہاراں
واعظ (۴) جلد
سچی حکایات ۵ جلد
خطبات (۲ جلد)
خطیب
مفید الواعظین
دیوبندی علما کی حکایات
شیطان کی حکایات
عورتوں کی حکایات
سنی علما کی حکایات
مثنوی کی حکایات
عجائب الحیوانات
جبریل کی حکایات
آنا جانا نور کا
میلاد نامہ
معراج نامہ
دلائل المسائل
فقہ الفقیہ
جامع المعجزات
نماز حنفی مدلل
جبل نور
فرید بک سٹال
۳۸- اردو بازار، لاہور
فون: ۳۱۲۱۷۳-۷۲۲۴۸۹۹